اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

مشکوۃ

MONTHLY MISHKAT

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA
BHARAT

اس شمارہ میں خاص

- حضرت مصلح موعودؓ کی بے نظیر و بے مثال خدمت قرآن
- حضرت مصلح موعودؓ کی اولوا العزمی
- An Islamic happiness model- Fusion of Muttaqi ahmd Muhsin

جلد 8 | فروری 2024 - تبلیغ 1403 - جمادی الثانی / رجب 1445 | شمارہ 2

Masjid Noor, Qadian

QDN_MQ12

سکندرآباد کے خدام ضرورتمندوں میں راشن تقسیم کرتے ہوئے

جلسہ یوم مصلح موعود کے بعد پونے کے احباب کی ایک گروپ فوٹو

اطفال الاحمدیہ یادگیر شجر کاری کرتے ہوئے

اطفال الاحمدیہ یادگیر کا مقابلہ حفظ متن پیشگوئی

خدام الاحمدیہ کاندی زون مثالی وقار عمل کرتے ہوئے

یادگیر کے خدام عطیہ خون کرتے ہوئے

جلسہ یوم مصلح موعودؓ جماعت احمدیہ یادگیر کا ایک منظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نحمدہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

اللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مِشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

”قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی“
(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

نگران: شمیم احمد غوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی	3
کلام الامام المہدی / امام وقت کی آواز	4
خلاصہ خطبات جمعہ ماہِ دسمبر 2023ء	5
سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بےنظیر و بےمثال خدمت قرآن	11
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تبلیغی کارنامے	18
”حسن اخلاق، نصف ایمان ہے“	18
بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 48)	27
فتاویٰ مصلح موعودؓ	33
Diary Dose	34
گوشۂ ادب	37
بزم اطفال / Mishkat Archives	37
Health & Fitness	38
سائنس کی دنیا	39
Ramadan 2024 Approaches The Final Countdown Begins	41
An Islamic Happiness Model- Fusion of Muttaqi and Muhsin	47

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
اطہر احمد شمیم، ریحان احمد شیخ
سید سعید الدین، سلیق احمد نائک

مینیجر
سید عبدالہادی

مجلس ادارت
بلال احمد آہنگر، حافظ نعیم احمد پاشا
مرشد احمد ڈار، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
محمد ضیاء الدین، کامران شریف
نیر احمد، صباح الدین شمس

دفتری امور
سید حارث احمد

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک ₹ 220
بیرون ملک $ 150
قیمت فی پرچہ ₹ 20

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

نام بھی محمود تیرا کام بھی محمود ہے

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ ایک نابغہ روزگار شخصیت کے حامل ہیں جنہوں نے دنیا کی تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے۔ آپؓ نے نہایت تحدی سے کہا کہ تاریخ دان لوگ جب تاریخ اسلامی رقم کرینگے تو میرا ذکر کرنے پر وہ مجبور ہونگے اور میرے ذکر کے بغیر ان کی تاریخ ادھوری رہے گی۔ اس بیان میں نہ لفاظی ہے نہ تفاخر۔ یہ بیان مبنی بر حقیقت ہے جسکے موافق و مخالف دونوں یکساں طور پر گواہ ہیں۔ چنانچہ جماعت احرار کے لیڈر مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمین دار نے احراریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ”احراریو کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے“ یہ سچ ہے کہ آپ کسی دنیوی یونیورسٹی یا کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل نہیں تھے بلکہ میٹرک فیل تھے اسکے باوجود خدائی وعدہ کے مطابق علوم ظاہرہ و باطنہ سے معمور تھے۔ آپ تلمیذ رحمٰن تھے۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی طرح قرآنی شریعت کے طالب علم ہونے کا امتیاز و افتخار حاصل کرتے ہوئے ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ ”کسی بھی علم کا ماہر ہو اور میرے سامنے قرآن کریم پر ۔۔۔۔“

آپؓ نے اپنے 52 سالہ دور خلافت میں جماعتی ڈھانچے کو ہر لحاظ سے مضبوط اور مستحکم کیا۔ نظام خلافت کا استحکام اور نظام شوریٰ کا اجراء آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ہیں۔ مشاورت کا نظام خلافت کے نظام کے بعد سب سے زیادہ مقدس اور اہمیت کا حامل نظام ہے۔ آج مسلمانوں کی زبوں حالی کی بنیادی وجہ نظام مشاورت اور نظام خلافت کا فقدان ہے۔ خلافت کا قیام نبوت کے بغیر ممکن نہیں اور مشاورت کا قیام خلافت کے بغیر ممکن نہیں۔ آج دنیا کے پردہ پر صرف جماعت احمدیہ کو ان دو مہتم بالشان نظاموں کی سرپرستی حاصل ہے۔ اسی وجہ سے جماعت احمدیہ باوجود مخالفت اور ناخوشگوار ماحول کے ترقیات کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ اور اسکے مخالفوں کے منصوبے اور مشورے بے کار اور اکارت جارہے ہیں کیونکہ ان کے مشورے اس شمع فروزاں کو بجھانے کے لئے ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے روشن کیا ہے۔ یہ شمع ان کے موہوم پھونکوں سے بجھ نہیں سکتی۔ اور نہ ہی ان کے مشورے اور منصوبے کامیاب اور کارگر ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہی مخالفین کے بارے میں فرمایا کہ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوٰهُمْ۔ ان لوگوں کے مشوروں میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو خلافت احمدیہ سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھتے ہوئے نظام شوریٰ کے مقدس نظام کے تقاضوں کو ہمیشہ ملحوظ نظر رکھنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

(نیاز احمد نائک)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 2024ء کی تاریخوں کا اعلان

جملہ مجالس کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ امسال سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 2022ء کے لئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مؤرخہ 25، 26، 27 اکتوبر 2024ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی منظوری عنایت فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ جملہ ضلعی و مقامی قائدین کرام اور اراکین مجالس خدام و اطفال سے درخواست ہے کہ اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے نیت کرکے تیاری شروع کردیں اور قائدین کرام اپنی مجالس سے زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کی شرکت کو یقینی بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ یہ اجتماع مجلس کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور انڈیا کی جملہ مجالس سے زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اس بابرکت اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن کریم

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ
وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴿۳﴾
وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۴﴾ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۵﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقصد کے لئے بھیجے گئے، اس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری بھی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اپنی تمام استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ کوشش کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے آج کل یورپ بلکہ پوری دنیا ہی مذہب کے نام پر شرک میں مبتلا ہے، یا خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکاری ہے۔ آپ لوگ چونکہ یورپ میں رہتے ہیں اس لئے یورپ کی بات کر رہا ہوں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں پہلے بھی اظہار کر چکا ہوں، ایک وقت تو وہ تھا جب اِس ملک میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آواز ہر طرف گونجا کرتی تھی۔ مختلف جگہوں پر مساجد اس بات کی آئینہ دار ہیں۔ مختلف جگہوں پر دیواروں پر جو الفاظ کھدے ہوئے ہیں وہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اس ملک کی فضا میں توحید کے اعلان کی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی۔ لیکن ہمارے ہی لوگوں کی روحانی گراوٹ نے توحید کی حفاظت نہ کر سکنے کی وجہ سے جہاں اپنی ذلت کے سامان کئے وہاں اس ملک کو تثلیث کی جھولی میں ڈال دیا۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح موعود کے زمانہ کی علامات

(۱) دابۃ الارض: امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت دابۃ الارض بیان کی گئی ہے۔ (مسلم کتاب الفتن باب فی الاٰیات التی تکون قبل الساعۃ)

دابۃ کے معنی جانور یا کیڑا کے ہوتے ہیں علامہ تور بشتی متوفی ۶۳۰ھ نے اس سے طاعون کا کیڑا مراد لیا ہے۔

(عقائد مجددیہ الصراط السوی ترجمہ عقائد تور بشتی از علامہ شہاب الدین تور بشتی منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور)

اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے اللہ سے علم پا کر طاعون کی پیشگوئی فرمائی جس کے مطابق طاعون سے ایک ایک ہفتہ میں تیس تیس ہزار آدمی لقمہء اجل بن گئے اور لاکھوں افراد طاعون کا شکار ہوئے۔

(۲)۔ یاجوج ماجوج کا خروج

مسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت یاجوج ماجوج کا خروج ہے۔

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

یاجوج ماجوج دجال کا سیاسی بہروپ ہے جس کے معنی آگ سے کام لینے والی طاقتوں کے ہیں۔ آج کی طاقتور اور ترقی یافتہ مغربی اقوام ہی یاجوج ماجوج ہیں۔

(۳) غیر معمولی زلازل کا آنا

اسی طرح حدیث میں آخری زمانہ کی علامت میں مشرق اور مغرب اور عرب میں خسف ہونا بیان کیا گیا ہے۔

(مسلم کتاب الفتن باب فی الایات التی تکون قبل الساعۃ)

یہاں خسف سے مراد خوفناک زلزلوں کا آنا ہے اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کے زمانہ میں یہ علامت بھی پوری ہوئی آپ کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے عین مطابق ایسے ایسے خوفناک زلزلے آئے کہ زمین تہہ و بالا ہوگئی اور ہزاروں افراد ہلاک ہوئے۔

کلام الامام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ”آئینہ کمالات اسلام“ میں مصلح موعود والی پیشگوئی کا ذکر کر کے نیچے حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر دے چکے ہیں کہ جب مسیح موعود آئے گا تو وہ شادی کرے گا اور اُس کے ہاں اولاد بھی ہوگی۔ اس میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس (مسیح موعود) کو ایک ایسا صالح بیٹا دے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہو گا اور اپنے باپ کے خلاف نہیں کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہو گا۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو جب بھی ذریت یا نسل کی بشارت دیتا ہے تو صرف تبھی دیتا ہے جب اُس خدا نے نیک اولاد دینا مقدر کر لیا ہوتا ہے۔ اور یہ (موعود بیٹے کی) بشارت وہ ہے جس کی خوشخبری مجھے کئی سال پہلے دے دی گئی تھی اور اپنے دعویٰ (مسیح و مہدی) سے بھی پہلے۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۸ حاشیہ)

پھر حضور علیہ السلام اپنی کتاب ”اعجاز المسیح“ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور جب ہم (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اُترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا سوائے اُس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں پہلے سے میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۷۳)

اور اس کے حاشیہ میں حضورؑ نے پھر فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ والی حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

حضور علیہ السلام کا اپنے موعود بیٹے والی پیشگوئی کو آنحضرت ﷺ کی حدیث فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ سے جوڑنا ثابت کرتا ہے کہ یہ بیٹا جسمانی اولاد میں سے ہونا مقدر تھا اگر آئندہ کسی زمانے میں روحانی طور پر کسی اور بیٹے کا ذکر ہوتا تو پھر اس پیشگوئی کو اس حدیث سے جوڑنے کی ضرورت نہیں تھی۔

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جیسا کہ مَیں نے کہا یہ کوئی نیا اسلام نہیں تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق احیائے موتیٰ کے نظارے تھے جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر دکھائے۔ اور اسلام کی برتری عیسائیت اور تمام ادیان پر ثابت فرمائی۔

پس جیسا کہ مَیں گزشتہ خطبہ میں کہہ چکا ہوں، احیائے موتیٰ کا یہ کام آج ہر احمدی کا بھی ہے۔ اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف توجہ کرتے ہوئے اور اپنی عملی کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سپین کی جماعت کے ہر فرد کو بھی اب اس طرف توجہ دینی چاہئے اور رستیاں دُور کرنی چاہئیں۔ ان دلائل سے اور علمی اور روحانی خزانے سے کام لیتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے ہیں، اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ اس زمانہ میں عیسائیوں کی اکثریت عموماً مذہب سے دور ہے۔ اس لئے پہلے تو ان کو مذہب کی ضرورت اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کی طرف لانا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس کے لئے عملی نمونے اور علمی اور روحانی ترقی کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے۔ تقویٰ میں ترقی ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہماری روحانی ترقی نہیں ہوتی ہماری تبلیغ میں بھی برکت نہیں پڑ سکتی۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے تقدیر ہے کہ اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ہونا ہے۔ انشاء اللہ۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ حقیقی اور زندہ دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کے لئے اس کے مطابق اپنے عملوں کو ڈھالنا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ پس یہی مقصد ہے جس کے لئے کوشش کی اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔ یہی ایک چیز ہے جس کو ہم نے اپنے اوپر بھی لاگو کرنا ہے اور دنیا کو بھی نجات دلانے کے لئے پہنچانا ہے۔

(خطبہ جمعہ 9/اپریل 2010ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ 01/دسمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

جنگ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اسوہ حسنہ۔ فلسطین کیلئے دعا کی تحریک

تشہد، تعوذ، اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرتؐ کے غزوات کے حوالے سے کچھ بیان کروں گا۔ آپؐ کی شخصیت کے پہلو اور آپؐ کا اُسوہ ان حالات میں کس طرح ہمارے سامنے آتا ہے۔ جنگ بدر کے حوالے سے ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح آپؐ نے قیدیوں کو سہولتیں مہیا فرمائیں۔ قیدی خود کہتے ہیں کہ آپؐ کی ہدایت کے مطابق صحابہ اپنی خوراک سے بہتر خوراک ہمیں دیتے تھے۔ پھر آپؐ نے بڑی آسان شرائط پر ان قیدیوں کو رہا کر دیا تھا۔ بعض کا فدیہ صرف اتنا تھا کہ جن کو لکھنا پڑھنا آتا ہے وہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔

یہ سب اس لیے تھا کہ آپؐ کی کسی سے ذاتی دشمنی نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے والوں کے خلاف جنگ تھی۔ بعض لوگ دشمن کی طرف سے اپنی مجبوریوں کی وجہ پر شامل ہوتے تھے اور مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہتے تھے۔ ان کو آپؐ نے بہت سی سہولتیں مہیا فرمائیں۔ بعض ان میں سے مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ آپؐ نے جنگ کے اصول و قواعد مقرر فرمائے، معاہدوں کا پاس بھی کیا اور ان چیزوں پر انتہائی درجہ تک عمل بھی کیا۔ آنحضرتؐ مدینہ سے جمعہ کے روز بعد عصر روانہ ہوئے اور بروز ہفتہ طلوع سورج سے قبل میدان احد پہنچے۔ سیرت خاتم النبیینؐ میں غزوہ احد کی تاریخ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ۱۵/ شوال ۳/ہجری ۳۱/ مارچ ۶۲۴/ عیسوی بروز ہفتہ بیان کی ہے۔ اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ جب غزوہ بدر میں قریش کو عبرتناک شکست ہوئی تو قریش کے سرکردہ لوگ ابوسفیان کے پاس آئے جن کا اُس تجارتی قافلہ میں مال تھا جو جنگ بدر کا سبب بنا تھا اور جو مکہ میں لاکر دار الندوہ میں رکھ دیا گیا تھا۔ انہوں نے ابوسفیان کو کہا کہ محمدؐ نے ہمارے لوگوں کو قتل کر دیا ہے اس لیے اس مال تجارت سے اُن کے ساتھ جنگ کی تیاری کریں ممکن ہے کہ ہم اپنے مقتولوں کا بدلہ لے سکیں اور کہا کہ ہم خوشی سے اس بات کے لیے تیار ہیں کہ اس مال تجارت کے منافع سے ایک لشکر تیار کیا جائے۔ ان کی تجویز منظور ہوئی۔ قریش نے مال میں سے ۲۵/ ہزار منافع جنگ کے لیے الگ کر کے اصل مال مالکوں کو دے دیا۔ اس ایک عام سبب کے علاوہ کچھ اور اُمور بھی تھے جو کہ اس جنگ کے اسباب قرار دیے جا سکتے ہیں۔ رمضان تین ہجری کے آخر یا شوال کے شروع میں قریش کا لشکر مکہ سے نکلا۔ تعداد تین ہزار تھی جس میں سات سو سپاہی، دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اس موقع پر آپؐ نے مسلمانوں کی تعداد و طاقت معلوم کرنے کے لیے مدینے کی تمام مسلمان آبادی کی مردم شماری کروائی تو معلوم ہوا کہ کل پندرہ سو مسلمان متنفس ہیں۔ اس کو بڑی تعداد سمجھا گیا۔ بعض صحابہؓ نے خوشی کے جوش میں یہاں تک کہہ دیا کہ کیا اب بھی کسی کا ڈر ہو سکتا ہے؟ آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے مشورہ مانگا اور اپنی ایک خواب کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور انور نے آخر میں فرمایا کہ فلسطینیوں کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 8/دسمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

غزوۂ اُحد کیلئے روانگی کے واقعات۔ فلسطین کیلئے دعا کی تحریک

تشہد، تعوذ، اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بدر کی جنگ کے بعد کفار مکہ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ کسی شخص کو اپنے مُردوں پر رونے کی اجازت نہیں اور جو تجارتی قافلے آئیں گے ان کی آمد آئندہ جنگ کے لیے محفوظ رکھی جائے گی۔ پس بڑی تیاری کے بعد، تین ہزار سپاہیوں سے زیادہ تعداد کا ایک لشکر ابوسفیان کی قیادت میں مدینے روانہ ہوا۔ رسول اللہؐ نے اپنے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ آیا ہمیں شہر میں ٹھہر کر مقابلہ کرنا چاہیے یا باہر نکل کر۔ آپؐ کا اپنا خیال یہی تھا کہ دشمن کو حملہ کرنے دیا جائے تاکہ جنگ کی ابتدا کا بھی وہی ذمہ دار ہو اور مسلمان اپنے گھروں میں بیٹھ کر اس کا مقابلہ کرسکیں۔ مگر وہ نوجوان مسلمان جو بدر کی جنگ میں شامل نہ ہوسکے تھے اور جن کے دلوں میں خدا کی راہ میں شہادت کی حسرت تھی۔ انہوں نے یہی خواہش کی کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔ اس موقعے پر حضورؐ نے اپنی ایک خواب بھی بیان کی جس کے مطابق آپؐ نے چند گائیں دیکھیں، جو کہ ذبح کی جارہی تھیں، آپؐ کی تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے، آپؐ نے اپنا ہاتھ ایک محفوظ اور مضبوط زرہ کے اندر ڈالا ہے۔ نیز یہ بھی دیکھا کہ آپؐ ایک مینڈھے کی پیٹھ پر سوار ہیں۔ صحابہؓ کے استفسار پر حضورِ اکرمؐ نے ان مناظر کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ گائیوں کے ذبح ہونے کی تعبیر تو یہ ہے کہ میرے بعض صحابہؓ اس جنگ میں شہید ہوں گے۔ تلوار کا سرا ٹوٹنے کی تعبیر یہ ہے کہ میرے عزیزوں میں سے کوئی اہم وجود شہید ہوگا یا اس مہم میں شاید مجھے ہی کوئی تکلیف پہنچے۔ زرہ میں ہاتھ ڈالنے کی تعبیر یہ ہے کہ ہمارا مدینے میں ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے۔ مینڈھے پر سوار ہونے کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ کفار کے لشکر کے سردار پر ہم غالب آئیں گے۔ جب باہر نکل کر جنگ کرنے کا فیصلہ ہوگیا تو آپؐ نے صحابہؓ کو تیاری کا حکم دیا اور آپؐ خود بھی جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ اس وقت حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں نے باہر نکل کر لڑنے کے لیے رسول اللہؐ کو آپؐ کی مرضی کے خلاف مجبور کردیا ہے۔ اس لیے اب بھی اس فیصلے کو آنحضرتؐ پر چھوڑ دو۔ آپؐ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے اس میں ہی ہماری بھلائی ہوگی۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو آپ نے جنگی لباس پہن رکھا تھا۔ لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں اپنا مدّعا پیش کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ ہتھیار لگانے کے بعد اس وقت تک انہیں اتارے جب تک اللہ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ فرمادے۔

راستے میں یہود کا ایک گروہ مسلمانوں کی جانب سے جنگ میں شرکت کے لیے آیا تو حضورؐ نے کفار کے بالمقابل یہود کی مدد لینے سے انکار کرتے ہوئے انہیں جنگ میں شرکت سے روک دیا۔ اسی طرح حضورؐ نے پندرہ سال سے کم عمر لڑکوں کو جنگ میں شرکت سے روکتے ہوئے انہیں بھی واپس بھجوا دیا۔ راستے میں عبد اللہ بن ابی بن سلول اپنے تین سَو ساتھی منافقین کے ساتھ لشکرِ اسلامی سے علیحدہ ہوکر واپس چلا آیا۔ اَب حضورِ اکرمؐ کے ساتھ موجود صحابہؓ کی تعداد سات سَو رہ گئی۔

اس موقعے پر انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مدینے کے یہود میں سے جو ہمارے حلیف اور حمایتی ہیں کیوں نہ ہم ان سے مدد لے لیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں ان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

اس موقعے پر انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مدینے کے یہود میں سے جو ہمارے حلیف اور حمایتی ہیں کیوں نہ ہم ان سے مدد لے لیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں ان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد صحابہؓ سے تفصیلی خطاب فرمایا جس میں مسلمانوں کے لیے مکمل لائحہ عمل تھا کہ کس طرح دین پر عمل کرنا ہے۔ اس جنگ میں قریش کے ساتھ

قبیلہ بنی تہامہ اور قبیلہ بنو کنانہ بھی شامل ہوگئے اور یوں کفار کے لشکر کی تعداد تین ہزار تک جا پہنچی۔ کفار کا تمام لشکر مسلح تھا۔

جنگِ احد کی مزید تفصیل آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مرتبہ پھر فلسطین کے مظلوم عوام کے لیے دعائیں جاری رکھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان ممالک جب تک ایک ہو کر جنگ بندی کی کوشش نہیں کریں گے، ان متفرق کوششوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں بھی وحدت پیدا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ 15/دسمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

غزوۂ اُحد کے حالات کا تذکرہ۔ فلسطین کیلئے دعا کی تحریک

تشہد، تعوذ، اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے غزوہ اُحد کا ذکر ہو رہا تھا جس کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ رسول اللہؐ نے میدانِ اُحد میں جب پڑاؤ فرمایا تو مسلمانوں کی فوج کے عقب میں ایک طرف سے اُحد کا پہاڑ تھا جس کی وجہ سے مسلمان فوج پشت کے حملے سے محفوظ ہوگئی تھی۔ البتہ ایک طرف پہاڑی درّہ تھا اور یہ مقام ایسا تھا کہ دشمن اس طرف سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے اس نزاکت اور خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے پچاس تیر انداز صحابہ کرامؓ کے ایک دستے پر عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر بنا کر اس درّہ پر متعین فرمایا۔ آپؐ نے ان تیر اندازوں کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ اگر تم دیکھو کہ ہمیں پرندے اُچک رہے ہیں یا ہم نے دشمن فوج کو شکست دے دی اور اُس کو پامال کر دیا ہے تو بھی ہرگز اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تمہاری طرف پیغام بھیجوں۔ آپؐ کی یہ جنگی حکمت عملی ایسی بہترین اور نفیس تھی جس سے حضور علیہ السلام کی فوجی قیادت کی غیر معمولی صلاحیت کا پتا چلتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ کوئی کمانڈر خواہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو آپؐ سے زیادہ باریک، نفیس اور باحکمت جنگی منصوبہ بندی تیار نہیں کر سکتا۔

تیر اندازوں کے دستے اُحد کے پہاڑ پر مقرر کرنے کے بعد رسول اللہؐ مطمئن ہوگئے اور صفوں کو تیار کرنے لگے۔ تعداد اور سامان حرب کے لحاظ سے بظاہر مسلمانوں کی پوزیشن کمزور تھی۔ مشرکین کے لشکر نے اپنی دس صفیں جبکہ اسلامی لشکر کی صرف دو صفیں تھیں اور پچاس تیر انداز درّہ پر تھے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ اُحد کے دن یہ دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی یعنی اگر تُو نے مدد نہ کی تو پھر یہی حال ہوگا۔ بعض روایات میں ہے کہ جنگ بدر کے دن بھی یہی دعا کی تھی۔ واللہ اعلم

جنگ کا آغاز ابو عامر نے کیا۔ یہ قبیلہ اوس میں سے تھا اور مدینہ کا رہنے والا تھا اور اسے راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض وحسد میں بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کو غلط فہمی تھی کہ جب میں میدان میں جاؤں گا تو میرے قبیلے کے لوگ میرے ساتھ آملیں گے۔ اس اُمید میں اُس نے جب بلند آواز سے پکارا کہ اے اوس کی افواج! میں ابو عامر ہوں تو انصار نے کہا کہ اے فاسق! تیری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو اور اُن پر پتھر پھینکے تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ نکلا۔ حمزہؓ اپنے سر پر شتر مُرغ کے پروں کی کلغی لہراتا ہوا ہر جگہ نمایاں نظر آتا تھا۔ علیؓ اپنے لمبے اور سفید پھریرے کے ساتھ اور زبیرؓ اپنی شوخ رنگ کی چمکتی ہوئی زرد پگڑی کے ساتھ بہادرانِ الیڈ کی طرح جہاں بھی جاتے تھے دشمن کے واسطے موت و پریشانی کا پیغام اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ یہ وہ نظارے ہیں جہاں بعد کی اسلامی فتوحات کے ہیرو تربیت پذیر ہوئے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اُحد کے دن ایک تلوار پکڑی اور فرمایا کہ اسے مجھ سے کون لے گا؟ حضرت ابو دجانہؓ نے پوچھا کہ اس کا حق کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور کسی کافر سے نہ بھاگنا اور ڈٹ کر مقابلہ

کرنا۔ ابو دجانہؓ تلوار لے کر مشرکین کی صفوں میں گھس کر موت بکھیرتے ہوئے لشکر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے جہاں قریش کی عورتیں کھڑی تھیں۔ ہند زوجہ ابوسفیان ان کے سامنے آئی اور بڑے زور سے چیخ مار کر اپنے مردوں کو مدد کے لیے بلایا لیکن کوئی اس کی مدد کو نہ آیا۔ ابو دجانہؓ نے اپنی تلوار نیچے کرلی اور وہاں سے ہٹ آئے اور بعد میں زبیرؓ کے پوچھنے پر بتایا کہ میرا دل اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ رسول اللہؐ کی تلوار ایک عورت پر چلاؤں اور عورت بھی وہ جس کے ساتھ کوئی مرد محافظ نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ ہمیشہ عورتوں کے احترام کی تعلیم دیتے تھے جس کی وجہ سے کفار کی عورتیں زیادہ دلیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں مگر پھر بھی مسلمان ان باتوں کو برداشت کرتے چلے جاتے تھے۔ پس یہ ہیں اسلامی جنگوں کے اصول۔ حضور انور نے آخر میں فلسطینیوں کے لیے دعا کی تحریک فرمائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 22/دسمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

غزوۂ اُحد کے واقعات کا تذکرہ۔ فلسطین کیلئے دعا کی تحریک

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل خطبات میں غزوۂ احد کا ذکر ہو رہا ہے۔ عام جنگ میں مسلمانوں نے کافروں کو بہت نقصان پہنچایا اور وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن آنحضورؐ کے تاکیدی حکم کے باوجود جب درّے کی حفاظت پر مامور اکثریت نے درّہ خالی کر دیا تو دشمن نے اس طرف سے حملہ کیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ چنانچہ جب مشرکوں کے پرچم بردار ایک ایک کر کے ہلاک ہو گئے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ جب مسلمانوں نے کفار کو بھاگتے دیکھا تو وہ ان کا پیچھا کرنے اور مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اسی وقت مسلمانوں کا وہ تیر انداز دستہ جسے آنحضورؐ نے درے پر تعینات کر کے یہ حکم دیا تھا کہ کسی بھی حال میں اپنی جگہ سے نہ ہلیں، کہا جاتا ہے کہ وہ دستہ مالِ غنیمت جمع کرنے کے لیے اپنی جگہ سے بھاگا۔ حضور اکرمؐ کی طرف سے مقرر کردہ امیر حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ نے ان لوگوں کو منع کیا لیکن وہ نہ رکے۔ حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ کے ساتھ دس سے بھی کم صحابہؓ اپنی جگہ جمے رہے۔ اکثر مؤرخین اور کتب تاریخ و حدیث میں یہی لکھا ہے کہ وہ صحابہؓ جو درّہ چھوڑ کر گئے تھے، انہیں مالِ غنیمت جمع کرنے کی جلدی تھی۔ لیکن صحابہؓ کرام کے بارے میں دنیاوی خواہش کے لیے درّے کو چھوڑنے کی بات دل کو لگتی نہیں۔ صحابہؓ کے متعلق یہ کہنا یا سوچنا بھی ان کی شان کے خلاف ہے کہ انہیں مالِ غنیمت کی پڑی ہوتی تھی، وہ تو اپنے بیوی بچے اپنا مال حتیٰ کہ اپنی جان تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر چکے تھے۔ فتح کی صورت میں مال غنیمت مل جانا ایک زائد بات تو ہوسکتی ہے لیکن صحابہؓ کا مطلوب و مقصود مال غنیمت ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ آل عمران آیت 153 کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ درّے پر تعینات صحابہؓ کو بھی یہ خواہش تھی کہ ہم بھی اس جنگِ احد میں شریک ہوں۔ یہ بھی ایک دنیاوی خواہش تھی کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم جنگ میں براہِ راست شامل نہیں حالانکہ انہیں تو حکم رسول اللہؐ کی اطاعت کا تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا افسر اور اس کے ساتھی تو آخرت کو چاہتے تھے۔ ان کے مدّنظر انجام اور نتیجہ تھا، وہ جانتے تھے کہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اس کے برعکس تمہاری نظر سطح پر پڑی ہوئی تھی۔ یہ معنی صحابہ کرام کی اس شان کے مناسبِ حال ہیں، جو ان کے کاموں اور قربانیوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ یہاں دنیا سے مراد جو لوگ لوٹ مار اور مالِ غنیمت مراد لیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں۔ وہ وقتی فتح کی طرف نظر رکھتے تھے اور دنیا سے مراد یہ ہے کہ وہ جو معاملہ (یعنی فتح) پہلے ظاہر ہو چکا ہے ان کی نظر اس پر تھی جبکہ عبد اللہ بن جبیرؓ کی آخرت پر نظر تھی یعنی وہ رسول اللہؐ کی اتباع میں سب سے بڑی کامیابی کو دیکھ رہے تھے۔

بہر حال درہ خالی ہو گیا اور عبد اللہ بن جبیرؓ اپنے گنتی کے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں رہ گئے۔ کفار مکہ کے فرار ہونے والے لشکر میں سے خالد بن ولید جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے انہوں نے درّے کو خالی دیکھ کر عکرمہ بن ابی جہل کو ساتھ لے کر گھڑ سوار دستے کے ہمراہ اس پہاڑی درّہ پر حملہ کر دیا۔ کفار کا یہ حملہ اتنا زبردست اور شدید تھا کہ ایک ہی حملے میں درے پر تعینات صحابہ شہید ہو گئے۔ مسلمان جو اس حملے سے بے خبر میدانِ جنگ میں مالِ غنیمت جمع کرنے اور کفار کو قیدی بنانے میں مصروف تھے وہ سنبھل نہ پائے اور اس اچانک حملے سے مسلمان بکھر گئے۔ جنگ کا پانسہ اچانک کفارِ مکہ کے حق میں پلٹ گیا۔ فرار ہوتے کفار بھی اس نئی صورتِ حال میں واپس پلٹ آئے اور یوں آگے اور پیچھے سے کفار نے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ مسلمانوں کی ترتیب قائم نہ رہی اور انہوں نے غنائم کو اپنے ہاتھوں سے پھینک دیا۔ اس جنگ میں حضرت حمزہؓ کی شہادت بھی ہوئی تھی۔ وہ دو تلواروں کے ساتھ حضورؐ کے آگے جنگ کر رہے تھے۔ وہ نہایت بہادری سے کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے۔ اسی دوران وہ یکایک پھسل کر گرے اور وحشی نے نیزہ مار کر آپؓ کو شہید کر دیا۔
حضورِ انور نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا کی تحریک فرمائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 29/ دسمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

غزوۂ اُحد میں آنحضرت ﷺ کی شجاعت کا نمونہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج بھی جنگ اُحد کی مزید تفصیلات بیان کروں گا۔ جیسا کہ ذکر ہوا تھا درّہ خالی کرنے کی وجہ سے کفار نے پیچھے سے حملہ کیا اور جنگ کا پانسہ پلٹا۔ دشمن کا حملہ انتہائی خوفناک تھا۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی، جرأت اور بہادری کے نمونے کے بارے میں لکھا ہے کہ جب لڑائی کا پانسا پلٹنے کے بعد صحابہ بدحواسی میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور افراتفری کا شکار ہو گئے تو آنحضرتؐ اس افراتفری اور اپنے چاروں طرف دشمنوں کے جمگھٹے کے باوجود اپنی جگہ ثابت قدم رہے۔ صحابہؓ کو گھبراہٹ میں ادھر اُدھر بھاگتے دیکھ کر اُنہیں پکارتے ہوئے فرماتے جاتے تھے اے فلاں! میری طرف آؤ، اے فلاں! میری طرف آؤ، میں خدا کا رسولؐ ہوں جبکہ ہر طرف سے آپؐ پر تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ آپؐ بلند آواز میں فرما رہے تھے کہ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِکْ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں میں عواتک یعنی عاتکاؤں کا بیٹا ہوں۔
عام طور پر یہ ہے کہ یہ کلمات آپؐ نے غزوہ حنین میں فرمائے تھے لیکن بہرحال بعید نہیں کہ یہی کلمات آپؐ نے اُحد میں بھی فرمائے ہوں۔ عواتک عاتکہ کی جمع ہے اور عاتکہ نام کی ایک سے زائد خواتین تھیں جو آنحضرتؐ کی نانیاں اور دادیاں تھیں۔
آنحضرتؐ نے جو ایک بلند جگہ پر کھڑے یہ سب نظارہ دیکھ رہے تھے مسلمانوں کو آواز پر آواز دی مگر اس شور شرابے میں آپؐ کی آواز دب کر رہ جاتی تھی۔ مسلمان اس ناگہانی حملے سے گھبرا گئے حتیٰ کہ اس بدحواسی میں ایک دوسرے پر وار کرنے لگ گئے اور اپنے پرائے میں امتیاز نہ رہا۔ حذیفہؓ کے والد یمان کو بھی غلطی سے شہید کر دیا۔ آنحضرتؐ نے بعد میں مسلمانوں کی طرف سے یمان کا خون بہا ادا کرنا چاہا مگر حذیفہؓ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنے باپ کا خون مسلمانوں کو معاف کرتا ہوں۔
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سورۃ النور کی آیت ٦٤ کی تفسیر میں اس بابت فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُنہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ دیکھ لو کہ جنگ اُحد میں اسی حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے اسلامی لشکر کو کتنا نقصان

پہنچا۔ کفار پر فتح کے بعد ایک عارضی شکست کا چرکہ اس لیے لگا کہ چند آدمیوں نے آپؐ کے ایک حکم کی خلاف ورزی کی تھی اور آپؐ کی ہدایت کے برخلاف اپنے اجتہاد سے کام لینا شروع کر دیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے حکم عدولی کی تو نقصان اُٹھایا یہ اُس کا نتیجہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ کوثر کی تفسیر میں بھی اس واقعہ کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔ رسول اللہؐ کی ثابت قدمی کے بارے میں مقداد بن عمروؓ نے اُحد کے دن کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مشرکین نے قتل کیا اور رسول اللہؐ کو بہت زخم پہنچائے۔ سن لو اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! آپؐ ایک بالشت بھی پیچھے نہیں ہٹے اور وہ دشمن کے مدمقابل رہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ ثابت قدم رہے اور دشمن کے دُوبدو مقابلہ کرتے رہے اور اپنی کمان سے اُن پر تیر برساتے رہے یہاں تک کہ تیر ختم ہو گئے تو کمان قتادہ بن نعمانؓ نے لے لی اور وہ کمان ہمیشہ ان کے پاس رہی۔

حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے۔ ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گزری۔ جنگ اُحد میں آپ اکیلے ہی تھے۔ ایسے دشمن میں گھرے ہوئے تھے تب بھی آپ نے یہ نہیں چھپایا کہ مَیں نہیں ہوں بلکہ اعلان کر دیا، پتا لگ گیا لوگوں کو۔ جنگ اُحد میں آپؐ اکیلے رہ گئے اس میں یہی بھید تھا کہ آپؐ کی شجاعت لوگوں پر ظاہر ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا کی اُس وقت جلالی تجلی تھی اور سوائے آنحضرتؐ کے اَور کسی کو برداشت کی طاقت نہ تھی۔ اس لیے آپؐ وہاں ہی کھڑے رہے اور باقی اصحاب کا قدم اکھڑ گیا۔ آنحضرتؐ کی زندگی میں جیسے اس صدق وصفا کی نظیر نہیں ملتی جو آپ کو خدا سے تھا ایسا ہی اِن الٰہی تائیدات کی نظیر بھی کہیں نہیں ملتی جو آپؐ کے شامل حال تھیں۔

Love For All Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here
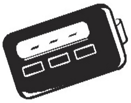
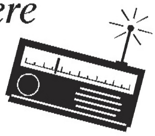
Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (البقرۃ:255)

AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بے نظیر و بے مثال خدمت قرآن

(محمد کلیم خان مبلغ انچارج مڈیکری صوبہ کرناٹک)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ وَھٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوۡهُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ۔ (الانعام:۱۵۶) اور یہ بہت مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

☆ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَلَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَيۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِيۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِيۡرًا (النساء:۸۴) پس کیا وہ قرآن پر تدبّر نہیں کرتے؟ حالانکہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جیسی نابغہ روزگار ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ پختہ ارادے، آہنی عزم، نہ رکنے والا قلم، فی البدیہ، پُر ولولہ و پُر جوش مقرر، عاشق قرآن، ہمہ تن خدمت دین پر کمر بستہ یہ عظیم ہستی، پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق، کوئی اور نہیں میرے اور آپ سب کے محسن مصلح موعود، پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ ہیں۔ اوائل عمری میں ہی آپؓ کلام الٰہی کی محبت اور خدمت کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپؓ کو قرآن کریم سے عشق اور والہانہ عقیدت و محبت، دین اسلام سے دلی رغبت ورثہ میں ملی تھی۔ خدمت قرآن اور کلام رحمٰن کی نورانی کرنیں ہرسُو بکھیرنے کی تڑپ میں مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے عظیم والد کے اس شعر کے حقیقی مصداق ہیں:

دِل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے (درثمین)

آپؓ کی دینی انسیّت اور کلام پاک سے گہری وابستگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی محسوس کرلی تھی۔ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساویؓ کا بیان ہے کہ ''ہم نے بارہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لڑکا جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے وہ میاں محمود ہی ہیں۔ اور ہم نے آپؑ سے یہ بھی سنا کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ ''میاں محمود میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ میں بعض اوقات ان کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں۔''

(الحکم ۲۸/دسمبر ۱۹۳۹ء۔ ماہنامہ خالد سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نمبر۔ جون، جولائی ۲۰۰۸ء صفحہ ۳۸ بحوالہ خطبہ جمعہ ۲۳/فروری ۲۰۱۸ء)

مسیح پاک علیہ السلام کی دعائیں عرش کے خدا نے قبول فرمائیں۔ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو غم کا ایک پہاڑ آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑا۔ شدت غم سے بے قرار، دوسری طرف لوگوں کے طرح طرح کے اعتراضات، فکر تھی تو اس بات کی کہ مسیح موعودؑ کے مشن کو کس طرح کامیاب بنایا جائے۔ آپؓ نے زمانے کے امام اور مسیح موعودؑ کے جسدِ اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر اپنے رب سے یہ عہد کیا کہ ''اے خدا! میں تجھکو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تُو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دُنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا''۔

(سوانح فضل عمر جلد اوّل، تصنیف حضرت مرزا طاہر احمدؒ۔ صفحہ ۱۷۹-۱۷۸)

خدمت قرآن کریم کا جذبہ، فرقان حمید کی عظمت و شان اور کلام اللہ کا ترجمہ و تفسیر اور مطالبِ قرآن کو عام کرنے کا جوش و ولولہ آپ نے بدرجہ اُتم پایا تھا جس پر آپ کی زندگی کا ہرلمحہ اور ہر پل گواہ ہے اور آپ کے دوست احباب، آپ کے بیوی بچے اور آپ کی

نوک قلم سے سجے خدمت دین اور کلام اللہ کی خدمت میں ہزاروں اوراق اور درجنوں کتب شاہد ہیں۔آپ نے ۱۹۱۰ء سے قرآن کریم کے درس دینے شروع کر دیے جن میں قرآن کریم کے معارف و نکات بیان کیے جاتے تھے جبکہ اُس وقت آپ کی عمر ۲۰ سال تھی اور یہ سلسلہ آپؓ کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بھی جاری رہا۔ آپؓ کی یہ خواہش تھی کہ نوجوانوں کی تربیت کے لیے قرآن کریم کے درس ہر مجلس میں شروع ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں:"نوجوانوں کے لیے بھی درس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے کیونکہ ان کے سامنے لوگ نئے نئے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسرے دوستوں کے لیے بھی مساجد اور محلوں میں درس کا انتظام ہونا چاہیے۔ علیحدہ طور پر پڑھنے میں یہ نقص ہے کہ بعض لوگوں میں استقلال نہیں ہوتا اور وہ باقاعدہ نہیں پڑھ سکتے۔ درس سے وہ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کی معلومات اور اعتراضات سے بھی آگاہی ہو جاتی ہے... قرآن کریم سیکھنے کا یہ بہت آسان ذریعہ ہے۔ تعجب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قدر تاکید کے باوجود ابھی تک ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو اس طرف متوجہ نہیں۔ حالانکہ دروازہ کھلا ہے۔ معشوق سامنے بیٹھا ہے مگر قدم اٹھا کر آگے نہیں جاتے۔"

(اخبار الفضل قادیان دارالامان یکم فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۷)

آپ نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو قرآن کریم پڑھایا اور قران کریم کا ترجمہ سکھایا۔ اپنے فرزند ارجمند حضرت حافظ مرزا ناصر احمدؒ کو قرآن کریم کا حافظ بنایا۔ عورتوں کی دینی اور تربیتی امور کی طرف بھی آپ کا خاص دھیان تھا۔ آپ نے عورتوں میں درس قرآن کا اہتمام فرمایا۔ عورتوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے لجنہ اماء اللہ جیسی تنظیم ۲۵/ دسمبر ۱۹۲۲ء میں قائم فرمائی۔ آج دیگر ممالک کے ساتھ ساتھ کینیڈا بھر میں بھی لجنہ اماء اللہ کے تحت درجنوں نیشنل، ریجنل اور لوکل سطح پر قرآن کریم فرقان حمید کی کلاسز ہو رہی ہیں جن سے ہزاروں کی تعداد میں ممبرات لجنہ اور ناصرات الاحمدیہ آپ رضی اللہ عنہ کی لکھی ہوئی تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر سے اپنے قلب و ذہن کو جلا بخش رہی ہیں اور آپ کے بیان فرمودہ قرآنی معارف اور تفسیر دلپذیر سے اپنی روحانی پیاس بجھا رہی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک!

۱۹۲۸ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر فضائل قرآن مجید کے عنوان پر قرآن کریم کے انوار و محاسن کے مختلف پہلو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ پائے کی علمی و معلوماتی تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جو ۶ تقاریر پر مشتمل تھا۔ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر، دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم کے نام سے طبع ہونے والی ۲۶ ضخیم جلدیں اور ۳۹ جلدوں پر مشتمل خطبات و خطابات آپ کی خدمات قرآن کی منہ بولتی تصویر اور تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہیں۔ اسی طرح دو ہزار خطبات جمعہ و عیدین اور جلسہ سالانہ پر آپ کی قرآن کریم کی محبت میں تقاریر۔ "کلام اللہ کا مرتبہ آپ پر ظاہر ہوگا" کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دن رات خدمت و اشاعت قرآن کا جذبہ اس روحانی و نورانی وجود پر سوار تھا۔ آپ کی دلی تمنا اور آرزو تھی کہ قرآن کریم کی اعلیٰ و ارفع اور پاکیزہ و مطہر زندگی بخش تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں، جس کے لیے آپ نے دن رات ایک کر دیا۔

تفسیر صغیر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عظیم کارناموں میں سے ایک اہم کارنامہ تفسیر صغیر ہے۔ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کے دوران آپ علیل تھے مگر آپ نے اپنی خرابی صحت کے باوجود اسے مکمل کیا۔ تفسیر صغیر کے کام کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ کی رفیقۂ حیات حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ جنہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے دینی کاموں میں مدد کرنے کی خاص سعادت نصیب ہوئی تحریر فرماتی ہیں: "تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپ نے بیماری کے پہلے حملہ کے بعد یعنی ۱۹۵۶ء میں۔ طبیعت کافی کمزور ہو چکی تھی۔ گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی کمزوری باقی تھی۔ ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں، فکر نہ کریں، زیادہ محنت نہ کریں، لیکن آپ کو ایک دُھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے

رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً انتیسواں سیپارہ تھا یا آخری شروع ہو چکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر صغیر مکمل ہوئی تھی) ’’ مزید فرمایا کہ ’’آخری سورتیں لکھوا رہے تھے... کہ مجھے تیز بخار ہو گیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ... میرے ہاتھوں ہی یہ مقدس کام ختم ہو۔ میں بخار سے مجبور تھی۔ ان سے کہا کہ میں نے دوا کھالی ہے آج یا کل بخار اُتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کر لیں آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا میں ثواب حاصل کر سکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہو گیا... قرآن مجید کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہ تھا جب بھی وقت ملا تلاوت کر لی۔ یہ نہیں کہ دن میں صرف ایک بار یا دو بار۔ عموماً یہ ہوتا تھا کہ صبح اُٹھ کر ناشتہ سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی۔ آپ انتظار میں ٹہل رہے ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے لوگ ملنے آگئے قرآن مجید رکھ دیا۔ مل کر چلے گئے۔ پڑھنا شروع کر دیا۔ تین تین چار چار دن میں عموماً میں نے ختم کرتے دیکھا ہے۔ ہاں جب کام زیادہ ہوتا تھا تو زیادہ دن میں بھی لیکن ایسا بھی ہوتا تھا کہ صبح سے قرآن مجید ہاتھ میں ہے ٹہل رہے ہیں اور ایک ورق بھی نہیں اُلٹا۔ دوسرے دن دیکھا تو پھر وہی صفحہ میں نے کہنا کہ آپ کے ہاتھ میں قرآن مجید ہے لیکن آپ پڑھ نہیں رہے تو فرماتے ایک آیت پر اٹک گیا ہوں جب تک اس کے مطالب حل نہیں ہوتے آگے کس طرح چلوں۔ ’’ایک دفعہ یونہی خدا جانے مجھے کیا خیال آیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کبھی موٹر بھی چلانی سیکھی؟ کہنے لگے ہاں ایک دفعہ کوشش کی تھی مگر اس خیال سے ارادہ ترک کر دیا کہ ٹکر نہ مار دوں۔ ہاتھ پہیہ پر تھے اور دماغ قرآنِ مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں الجھا ہوا تھا موٹر کیسے چلاتا۔ ’’

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مقدس زندگی کی چند جھلکیاں مطبوعہ الفضل ۲۵/ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۵)

مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو (کلام محمود)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں: ’’پھر تفسیر صغیر ہے یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی، کی ہوئی قرآن کریم کی تفسیر ہے جو علوم کا سرچشمہ اور تمام انوار کا سورج ہے مجھ پر یہ اثر ہے کہ بہت سے نوجوان اس تفسیر کی یا اس ترجمہ کی جس کے ساتھ تفسیری نوٹ ہیں... اہمیت نہیں سمجھتے۔...جماعت کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے اگر ہم قرآنِ کریم کے علوم صحیح طور پر سیکھنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ خصوصاً ہمارے بچے اور نوجوان اس سے محبت کرنے لگیں اور ان کے دل کا شدید تعلق قرآنِ کریم کے نور سے ہو جائے تو ہر نوجوان بچے کے باپ یا گارڈین کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ہاتھ میں تفسیر صغیر کو دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو اس کا انتظام کرے۔ ’’

(دوسرے روز کا خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ربوہ فرمودہ ۱۲/ جنوری ۱۹۶۸ء مطبوعہ خطابات ناصر جلد اوّل صفحہ ۱۸۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت قرآن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’آپ کا اٹھنا بیٹھنا، بولنا، سکوت تمام کا تمام قرآن کریم ہی سے پھوٹتا تھا۔ آپؓ کی فکر و نظر کا منبع قرآن تھا۔ آپؓ گفتگو فرماتے تھے تو قرآن کی تفسیر ہوتی تھی۔ تقریر فرماتے تھے تو قرآن کی تفسیر ہوتی تھی، تحریر فرماتے تھے تو قرآن کی تفسیر ہوتی تھی۔ اور اس پہلو سے آپ جتنی بھی حضورؓ کی کتب کا مطالعہ کریں گے ایک بھی کتاب ایسی نظر نہیں آئے گی جس کا مضمون قرآن کریم سے نہ پھوٹتا ہو... گھنٹوں حضور کا تقریر کرنا، وہ سوز و گداز جس سے آپؓ تلاوت فرمایا کرتے تھے، وہ عشق قرآن جو آپؓ کے چہرے پر اس طرح چھا جاتا تھا کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے چہرہ غائب ہو گیا ہے اور قرآن کا عشق باقی رہ گیا ہے۔ ’’

(خطابات طاہر، تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت، صفحہ ۱۷۸)

خدمت قرآن کے جذبہ سے سرشار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر ایک انجمن کا قیام فرمایا اور اس انجمن کا نام ’’انصار اللہ ’’ رکھا جس کے مقاصد میں قرآن کریم کی اشاعت کی طرف خصوصی توجہ

دینا بھی تھا۔ مئی ۱۹۱۱ء کے تشحیذ الاذہان میں آپ کا ایک بصیرت افروز مضمون ’’مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا۔ یہ مضمون بھی آپ کی قرآن کریم سے والہانہ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپؓ کی اس تحریر میں سے چند اقتباسات افادۂ عام کے لئے یہاں پیش ہیں۔ ’’دوسری تحریک جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے جس کے ممبران خصوصیت سے قرآن وحدیث اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کی طرف توجہ رکھیں۔‘‘

(مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ، انوار العلوم جلد اصفحہ ۳۳۴)

نیز فرمایا ’’یہ مت سمجھو کہ ہم اس کام کے لائق نہیں اگر ہمت و استقلال ہو اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو پھر وہ خود ہی قرآن وحدیث کا علم سکھلا دیتا ہے حضرت اقدسؑ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک رات میں کئی ہزار عربی الفاظ کا مادہ سکھلا دیا گیا تھا۔ پس خدا کے خزانے وسیع ہیں کمر ہمت کو چست کرو اور دنیا کو کھول کر سنا دو کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔‘‘ اسلام کا سورج گہن کے نیچے ہے۔ خدا کے حضور میں تڑپو آہ وزاری کرو تا وہ گہن دور ہو اور دنیا خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھے اور قرآن اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی عظمت اس پر ظاہر ہو۔‘‘

(مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ، انوار العلوم جلد اصفحہ ۳۳۵)

خدمت قرآن کی لگن اور افراد جماعت کی تعلیم وتربیت کے لیے ۱۹۱۳ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں ایک اخبار نکالنے کی تجویز پیش کی جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے منظور فرمائی۔ اس طرح ۱۹۱۳ء ہی میں اخبار الفضل کا اجرا عمل میں آیا۔ اس اخبار کے پہلے مدیر بھی آپ خود تھے۔ اس اخبار کی اغراض و اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں: ’’مذہب اسلام کی خوبیوں کو مخالفین کے سامنے پیش کرنا۔ قرآن شریف کے کمالات سے آگاہ کرنا۔‘‘

(اخبار ’’فضل‘‘ کا پراسپکٹس، انوار العلوم جلد اصفحہ ۴۴۰)

تفسیر کبیر

حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت قرآن کا ایک ایسا عظیم الشان علمی شہکار ہے جس کے اپنے تو اپنے غیر بھی معترف ہیں۔ آج تک کوئی اس پائے کی تفسیر نہ بلاد عربیہ اور نہ ہی بلاد عجمیہ سے پیش کر سکا ہے۔ یہ ایک منفرد اور غیر معمولی تفسیر قرآن ہے۔ ۱۰؍ جلدوں (نئے ایڈیشن میں ۱۵ جلدیں ہیں) پر مشتمل قرآن کریم کی ۵۹؍ سورتوں کی تفسیر اس میں شامل ہے جن کے صفحات کی تعداد ۵۹۰۷؍ رہے۔ اشاعت قرآن اور خدمت اسلام کے اس غیر معمولی کام کے لیے جس قدر محنت حضور رضی اللہ عنہ نے کی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں: ’’میری طبیعت کچھ دنوں سے زیادہ علیل رہتی ہے اور چونکہ قرآن شریف کے ترجمہ اور تفسیر کا کام بہت بڑا بوجھ ان دنوں ہے اور جلسہ تک دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔... آج کل اکثر ایام میں رات ۴-۳ بلکہ ۵ بجے تک بھی کام کرتا رہتا ہوں۔‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان ۱۷؍ دسمبر ۱۹۴۰ء صفحہ اوّل)

ایمان مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قُربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے

(کلام محمود مع فرہنگ صفحہ ۲۳۶)

ربِ رحمان ومنان نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور آپ کو یہ بے نظیر و بے مثل تفسیر قرآن مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس تفسیر کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ نے کیا خوب فرمایا ہے: ’’یہ تفسیر ایک بہترین تحفہ ہے جو دوست دوست کو دے سکتا ہے۔ ایک بہترین تحفہ ہے جو خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو دے سکتی ہے۔ باپ بیٹے کو دے سکتا ہے۔ بھائی بہن کو دے سکتا ہے یہ بہترین جہیز ہے جو لڑکیوں کو دیا جاسکتا ہے۔‘‘

(الفضل ۱۶؍ جنوری ۱۹۴۴ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۹؍ فروری ۲۰۲۱ء)

آپ کی یہ پُرمعارف اور علمی وروحانی نکاتِ قرآنی ۱۰ جلدوں پر مشتمل تفسیر جب منظر عام پر آئی تو اپنوں کے علاوہ غیر بھی اس پُرشوکت تفسیر کے نکات اور آپ کے قرآنی فہم و ادراک کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ جن کے بارے میں پیشگوئی مصلح موعود میں یہ کہا گیا تھا کہ ’’کلام اللہ کا مرتبہ آپ کے ذریعہ ظاہر ہوگا‘‘ پیشگوئی کے حقیقی

مصداق، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۶/ اپریل ۱۹۴۴ء کو دہلی میں ایک پبلک جلسہ میں خطاب کرتے ہوئے یہ پُرشوکت اعلان فرمایا کہ "میں... تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآنِ کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں۔ اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لے لیں۔ مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہو گی۔"

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان ۲۳/ اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ اوّل)

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔"

(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۱۷)

اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل اور حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند ارجمند نے کیا معاندین اسلام اور کیا مستشرقین سب کے قرآن کریم پر کیے گئے اعتراضات کے ایسے جامد و ساکت جواب دیے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی اگر دیانت داری کے ساتھ آپ کے جوابات کو پڑھے تو ان کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں کہ قرآن ہی ایک کامل و مکمل کتاب ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں: "قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔ اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے، اگر کوئی توریت کا پیرو ہے وہ میرے سامنے آئے، اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور قرآن کریم کا کوئی استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں۔ پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی پیش نہ کر دوں تو وہ بیشک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے۔ لیکن اگر پیش کر دوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔"

(فضائل القرآن بحوالہ الفضل ۲۹/ مئی ۱۹۹۰ء۔ الفضل انٹرنیشنل ۲۲/ فروری ۲۰۲۱ء)

علمی و ادبی مشاہیر کے تاثرات

برصغیر پاک و ہند کے مشہور محقق اور ادیب، جناب نیاز محمد خان نیاز فتحپوری مرحوم نے آپ کی تفسیر کبیر جلد سوم کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں لکھا کہ "تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حُسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحر علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال، اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سُورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِي کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسّرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۱۵۸۔ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان ۲۰۰۷ء)

اسی طرح عبد الماجد صاحب دریا بادی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وصال پر لکھا کہ "قرآن و علومِ قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔"

(اخبار صدق جدید لکھنؤ ۱۸/ نومبر ۱۹۶۵ء)

تفسیر کبیر کے بارے میں جناب اختر اورینوی ایم اے سابق صدر

شعبہ اُردو پٹنہ یونیورسٹی تحریر کرتے ہیں: ’’میں نے یکے بعد دیگرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیر کبیر کی چند جلدیں پروفیسر عبد المنان بیدل سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ کالج وحال پرنسپل شبینہ کالج پٹنہ کی خدمت میں پیش کیں۔ اور وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے مدرسہ عربیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے شیوخ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کے لئے دیں۔ اور ایک دن کئی شیوخ کو بلا کر انہوں نے ان کے خیالات دریافت کئے۔ ایک شیخ نے کہا فارسی تفسیروں میں ایسی تفسیر نہیں ملتی۔ پروفیسر عبد المنان نے پوچھا کہ عربی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے؟ شیوخ خاموش رہے۔ کچھ دیر بعد اُن میں سے ایک نے کہا۔ پٹنہ میں ساری عربی تفسیریں ملتی نہیں ہیں۔ مصر و شام کی ساری تفاسیر کے مطالعہ کے بعد ہی صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا: مرزا محمود کی تفسیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی۔ آپ جدید تفسیریں بھی مصر و شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔ عربی و فارسی کے علماء مبہوت رہ گئے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۱۵۹-۱۵۸ نشرواشاعت قادیان ۲۰۰۷ء)

تفسیر کبیر کے محاسن و کمالات کا ذکر کرتے ہوئے جناب پروفیسر اختر اورینوی صاحب مزید رقمطراز ہیں: ’’حضرت مرزا محمود احمدؓ کے تصنیفی کارناموں میں گلِ سر سبد تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کی تابناک جلدیں ہیں۔ یہ تفسیریں سراج منیر ہیں۔ ان سے قرآن حکیم کی حیات بخش شعاعوں کا انعکاس ہوتا ہے۔ تفسیر قرآنی کی یہ دولت سرمدی دنیا اور عقبیٰ کے لئے لاکھوں سلطنتوں اور ہزاروں ہزار جنتوں سے افضل ہے۔ علوم قرآنی کے گہر ہائے آبدار کانِ معانی و معدنِ عرفان سے نکالے گئے ہیں۔ غوّاصِ معارف پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ ان تفسیروں کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۱۵۵ نشرواشاعت قادیان ۲۰۰۷ء)

دَورِ خلافت میں اشاعت قرآن کی مساعی

آپؓ کے ۵۲ سالہ دَورِ خلافت میں برصغیر پاک و ہند کے دوسرے ممالک میں بھی قرآن کریم کے ترجمے کر کے مبلّغین کے ذریعے پہنچائے گئے۔ اردو اور انگریزی کے علاوہ ۱۵ زبانوں میں تراجم قرآن پر کام شروع ہوا۔ اپنے شعور سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک خدمت قرآن کرنے والے اس پسر موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت قرآن سے، کیا محقق کیا ادیب، تاریخ دان و سائنس دان سے لے کر ریاضی دان و سیاستدان کے ساتھ ساتھ ہر باشعور شخص نے بھی خوب استفادہ کیا۔ اسی طرح ہر مشورہ کرنے والے کو قرآن کریم کی روشنی میں مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ کرے کہ ہم سب افراد جماعت خاص طور پر لجنہ اماء اللہ آپ کی خدمت قرآن کے کام کو آگے بڑھانے والی بنیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان قرآن کے متعلق تقاریر اور تصانیف سے فیض یاب ہو کر، معلمات بن کر قرآن کریم کی زندہ و جاوید تعلیم سے احمدی عورتوں، بچوں اور بچیوں کو آراستہ کرنے والی بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پُر درد قلب صافی سے نکلی ہوئی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

قرآن پاک ہاتھ میں ہو دل میں نُور ہو
مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

(کلام محمود مع فرہنگ صفحہ ۳۳۴-۳۳۳)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے۔... خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل اَدیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے اُن کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو

ملیا میٹ کر دے گا۔‘‘ (الموعود، انوار العلوم جلد ۱۷صفحہ ۶۱۴)

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۰۹۔ناشر نظارت نشرو اشاعت قادیان ۲۰۰۳ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر ابدالآباد تک رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جائے۔آمین

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(ماخذ از روزنامہ الفضل آن لائن 13؍فروری 2024ء)

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

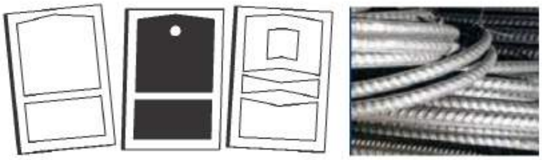

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

AL-BADAR
M.OMER . 7829780232
ZAHED . 6363220415
STEEL & ROLLING SHUTTERS

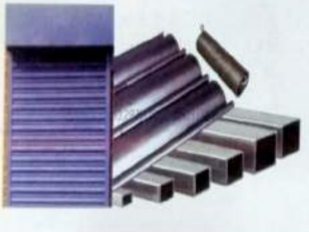

ALL KINDS OF IRON STEEL
- SHUTTER PATTI. GUIDE BOTTOM.
- ROUND RODS, SQUARE RODS.
- ROUND PIPE , SQUARE PIPES.
- BEARINGS, FLATS.
- SPRINGS, ANGLES.

Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL.
HATTIKUNI ROAD YADGIR

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْ جَيْنِ اثْنَيْنِ

Kh. Zahoor Ahmad 9906536510
Prop. : Dar Shuaib : 9906566218 / 6005065009

ZAHOOR FRUIT COMPANY
FRUIT COMMISSION AGENTS & ORDER SUPPLIERS

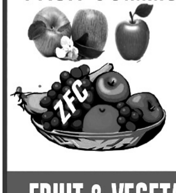

Shop. No. : 220
Fud No. : D-10

FRUIT & VEGETABLE MARKET KULGAM-192231(KMR.)
shoaibahmad54@gmail.com

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تبلیغی کارنامے

(بلال احمد آہنگر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے تحت اُمت محمدیہ کے دَورِ آخرین میں نبی کریم ﷺ کے دین کی اکنافِ عالم میں ترویج و اشاعت کے لیے آپؐ کے روحانی فرزندِ جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مہدی معہود اور مسیح موعود کا منصب عطا فرما کر مبعوث فرمایا ہے۔ آپؑ نے اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک جماعت کی بنیاد رکھی تا کہ ایسے لوگوں کا گروہ تیار کیا جاسکے جو قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرنے والے ہوں اور آپ کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لیے آپ کا ساتھ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے تحت اپنی قدرت نمائی کے نشان کے طور پر آپ کو بے شمار پیشگوئیوں سے نوازا تا کہ اس ذریعہ سے آپ کی صداقت ظاہر ہو۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی ایک ایسے بیٹے کی ولادت کے طور پر دی گئی جسے مصلح موعود کے خلعت سے نوازا جانا تھا۔

اُولُوالعزم عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی: صاحبِ عزم۔ بڑے اِرادے کا شخص۔ بلند ارادے رکھنے والا، فراخ حوصلہ شخص۔ عالی ہمت۔ عالی حوصلہ۔ ثابت قدم۔ مستقل مزاج۔ صابر اور متحمل بیان ہوئے ہیں۔ اولوالعزمی جماعت مومنین کی خاص صفت ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی متعدد آیات میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (اٰلِ عمران:۱۸۷) اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً یہ ایک بڑا باہمت کام ہے۔ قرآن کریم کے ایک اور مقام پر حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا ذکر ہے جس میں فرمایا: يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان:۱۸) اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر اور اُس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔ قرآن کریم میں صبر کرنے والوں اور معاف کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ اُن کا ایسا کرنا اُولوالعزم باتوں میں سے ہے۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (الشوریٰ:۴۴) اور جو صبر کرے اور بخش دے تو یقیناً یہ اُولوالعزم باتوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (اٰلِ عمران:۱۶۰) اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ کو کفار سے پہنچنے والی ایذاؤں اور تکلیفوں پر صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (الاحقاف:۳۶) پس صبر کر جیسے اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے بارہ میں جلد بازی سے کام نہ لیا کر۔ گویا اولوالعزمی جماعت مومنین اور خاص طور پر نبیوں کی بنیادی صفت ہے جس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وہ تمام مشکلات کا بڑی بہادری، جوانمردی اور بلند ہمتی سے مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے فرضِ منصبی کو ادا کرنے کے لیے عزمِ صمیم اور مضبوط ارادے سے قدم آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اس یقین محکم پر قائم ہوتے ہیں کہ جس مقصد کے لیے انہیں مقرر کیا گیا ہے وہ

ایک مفید اور بابرکت مقصد ہے جس کی ادائیگی میں خدا تعالیٰ کی رضا اور اُس کی خوشنودی پنہاں ہے۔ پس اولوالعزمی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، کٹھن مراحل، تکلیفوں اور خطرات کے وقت گھبرانے اور حوصلہ ہارنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر سے کام لے اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کام میں لگا رہے۔

پسر موعود کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ وہ ''اولوالعزم'' ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی عمر سے ہی آپؓ کے اندر اولوالعزمی کی صفت ودیعت فرما کر آپ کے دل میں اشاعت و خدمت دین کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا جو تادم آخر ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح موجزن رہا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پیشگوئی کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''یہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو کسی شخص کی ذات سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ پیشگوئی اسلام کی نشأۃ ثانیہ سے تعلق رکھتی ہے اور اس پیشگوئی کی اصل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل ۱۱ مارچ ۲۰۱۱ء صفحہ ۵)

حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی صحت بچپن ہی سے خراب رہتی تھی۔ آپ کے بچپن کی تعلیمی کمزوری اور آپ کی صحت کے بارے میں اپنے بیگانے سبھی جانتے تھے۔ صحت کی کمزوری کا یہ اثر عمر بھر برقرار رہا۔ ایک انسان جو مستقل بیمار رہے اور اُسے اپنی زندگی میں بے شمار مسائل کے ساتھ ان گنت دشمنوں کا سامنا کرنا پڑے، ایک نہ ایک دن اُس کے ارادے پست ہو جاتے ہیں اور بالآخر وہ ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ آپ کو زندگی بھر جن تلاطم خیز طوفانوں کا سامنا کرنا پڑا اُس کی ہلکی سی جھلک ہندوستان کے نامور صوفی خواجہ حسن نظامی دہلوی (۱۸۷۸ء۔۱۹۵۵ء) کی اس مختصر سی تحریر سے بخوبی نظر آ سکتی ہے:

'' اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئ جوانمردی کو ثابت کر دیا۔ اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں۔ اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔''

(اخبار ''عادل'' دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۲۸۸۔ نظارت اشاعت قادیان ۲۰۰۷ء)

مندرجہ بالا تحریر سے بخوبی عیاں ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خدمت و اشاعت اسلام کے لیے جو غیر معمولی کارنامے انجام دیے ہیں غیروں کو بھی اُن پر داد دیے بغیر چارہ نہیں۔ خواجہ صاحب نے اس تحریر میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان سے واضح ہے کہ وہ بھی آپ کی جوانمردی اور اولوالعزمی کے قائل تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی اولوالعزمی کا پہلا مظاہرہ اس وقت سامنے آیا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر احباب جماعت میں ایک گھبراہٹ کی سی کیفیت پیدا ہوئی اور وہ سوچتے تھے کہ اب جماعت کا کیا بنے گا۔ اس گھبراہٹ اور انتہائی صدمہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ایک اُنیس سالہ نوجوان کے دل میں خاص جوش اور ایسا عزم صمیم پیدا کر دیا جو تائید و نصرت الٰہی کے بغیر ممکن نہ تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپؑ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ انسان انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو یہ کام کرنے والا موجود تھا یہ تو اَب فوت ہو گیا اب سلسلہ کا کیا بنے گا۔ جب میں نے اس شخص کو گھبرائے ہوئے اِدھر اُدھر پھرتے دیکھا۔ اسی طرح بعض اَور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا؟ تو مجھے یاد ہے گو میں اُس وقت انیس سال کا تھا مگر میں نے اُسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تُو نے نازل فرمایا ہے میں اُس کو دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلاؤں گا... میرے جسم کا ہر ذرہ اس عہد میں شریک تھا اور اُس وقت میں یقین کرتا تھا کہ دنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ مل کر بھی میرے اس

عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍فروری ۱۹۴۴ء مطبوعہ خطبات محمود جلد ۲۵ صفحہ ۱۳۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اولوالعزمی کی بے شمار مثالیں تاریخ احمدیت کا روشن باب ہیں۔ آپؓ نے اپنے باون سالہ دَورِ خلافت میں ایسے لاتعداد کارنامے سرانجام دیئے جنہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانا کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی۔ اگر آپ کے علمی کارناموں پر ہی نگاہ ڈال لی جائے تو ہر صاحبِ شعور انسان جان سکتا ہے کہ اس قدر عظیم الشان علمی کارنامے جن میں حد درجہ یکسوئی کی ضرورت ہوتی ہے کوئی باعزم، صاحبِ استقامت اور اولوالعزم انسان ہی انجام دے سکتا ہے۔ مستقل بیماری، نقاہت اور کمزوری، آنکھوں کی تکلیف، جماعتی کاموں کا بوجھ اور اندرونی و بیرونی دشمنوں سے برسرِ پیکار ایک شخص ایسے ایسے علمی و دینی مسائل حل کر دیتا ہے جو چودہ سو سال سے لا ینحل مسائل میں شمار ہوتے تھے۔ پس آپؓ کی تحریرات، خطبات وخطابات، منظومات، ملفوظات، تفسیر و دروسِ قرآن کریم آپ کی اولوالعزمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مرتبہ حضور رضی اللہ عنہ کے علمی کارناموں کی مختصر جھلک دکھاتے ہوئے فرمایا: ’’آپ کے جو کام ہیں ان کی ایک جھلک جو ہے میں آپ کو بتا دیتا ہوں... اس وقت انوار العلوم کی (26) جلدیں شائع ہو چکی ہیں ان چھبیس جلدوں میں کل چھ سو ستّر (670) کتب لیکچرز اور تقاریر آ چکی ہیں۔ خطبات محمود کی اس وقت تک کل (39) جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن میں 1959ء تک کے خطبات شائع ہو گئے ہیں۔ ان جلدوں میں (2367) خطبات شامل ہیں۔ تفسیر صغیر دس سو اکہتر (1071) صفحات پر مشتمل ہے۔ تفسیر کبیر دس (10) جلدوں پر محیط ہے اس میں قرآن کریم کی (59) سورتوں کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ تفسیر کبیر کی دس جلدوں کے صفحات کی تعداد پانچ ہزار نو سو سات (5907) ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے درس القرآن جو کہ غیر مطبوعہ تفسیر تھے وہ ریسرچ سیل نے کمپوز کرنے کے بعد فضل عمر فاؤنڈیشن کے سپرد کر دیئے ہیں۔ اس کے (3094) صفحات ہیں۔ اس کے بعد اب ریسرچ سیل کو میں نے کہا تھا کہ حضرت مصلح موعود کی تحریرات اور فرمودات سے تفسیر قرآن اکٹھی کی جائے جس پر کام شروع کیا گیا ہے اور اب تک نو ہزار (9000) صفحات پر مشتمل تفسیر لی جا چکی ہے اور اس پر مزید کام جاری ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل ۱۳؍مارچ ۲۰۲۰ء صفحہ ۸ تا ۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے صرف دینی معاملات میں ہی دنیا کی راہنمائی نہیں فرمائی بلکہ معاشی، اقتصادی اور سیاسی میدان میں بھی اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’آپ کے علمی کارنامے ایسے ہیں جو دنیا کو نیا انداز دینے والے ہیں جس کا دنیا نے اقرار کیا... معاشی، اقتصادی، سیاسی، دینی، روحانی سب پہلوؤں پر آپ نے بھی قلم اٹھایا ہے یا تقریر کے لیے کھڑے ہوئے ہیں، یا مشوروں سے امتِ محمدیہ یا دنیا کی راہنمائی فرمائی تو کوئی بھی آپ کے تبحرِ علمی اور فراست اور ذہانت اور روحانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ مصلح موعودؓ تھے، دنیا کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا، جس میں روحانی، اخلاقی اور ہر طرح کی اصلاح شامل تھی۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل ۱۳؍مارچ ۲۰۲۰ء صفحہ ۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات سے جہاں دنیا ہر قسم کے علوم وفنون سے مستفید ہوئی ہے وہیں آپ نے قرآن کریم میں پنہاں بے شمار علوم کے خزانے نکال کر دنیا کے سامنے پیش فرمائے ہیں۔ قرآن کریم کا معیاری ترجمہ اور اُس کے تفسیری نکات کا بیان انتہائی توجہ طلب اور کٹھن کام ہے۔ تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر لکھتے وقت آپ پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ کسی طرح یہ اہم کام جلد از جلد مکمل ہو جائے۔ دن رات اسی کام میں مگن رہتے۔ کھانے پینے اور آرام کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے۔ ۱۳؍دسمبر ۱۹۴۰ء کے خطبہ جمعہ میں تفسیر کبیر کے کچھ حصوں کے ترجمہ اور تفسیر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’میری طبیعت کچھ دنوں سے زیادہ علیل رہتی ہے اور چونکہ قرآن شریف کے ترجمہ اور تفسیر کے کام کا بہت بڑا بوجھ ان دنوں ہے... آج کل اکثر ایام میں رات کے تین چار بلکہ پانچ بجے تک

بھی کام کرتا رہتا ہوں۔ اس لیے اس قسم کی جسمانی کمزوری محسوس کرتا ہوں کہ اس قدر بوجھ طبیعت زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرسکتی۔‘‘

(خطبات محمود جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۴)

نیز فرمایا: ’’اس کام کی وجہ سے دو ماہ سے انتہائی بوجھ مجھ پر اور ایک ماہ سے میرے ساتھ کام کرنے والوں پر پڑا ہے۔ یہ بوجھ عام انسانی طاقت سے بڑھا ہوا ہے اور زیادہ دیر تک برداشت کرنا مشکل ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور تصرف نہ ہو۔‘‘

(خطبات محمود جلد ۲۱ صفحہ ۴۷۴)

جن دنوں تفسیر صغیر پر کام جاری تھا اُس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیدہ مریم صدیقہؒ (چھوٹی آپا) حرم محترم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتی ہیں کہ ’’جن دنوں میں تفسیر کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا نہ کھانے کا بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہوجائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہوگئی اور لکھتے چلے گئے تفسیر صغیر لکھی ہی آپ نے بیماری کے حملہ کے بعد یعنی ۱۹۵۴ء میں طبیعت کافی کمزور ہوچکی تھی۔ گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہوچکی تھی مگر پھر بھی کمزوری باقی تھی۔ ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں۔ فکر نہ کریں۔ زیادہ محنت نہ کریں لیکن آپ کو ایک دھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہوجائے۔ بعض دن صبح سے شام ہوجاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً انتیسواں سیپارہ تھا یا آخری شروع ہوچکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر صغیر مکمل ہوئی تھی) کہ مجھے بہت تیز بخار ہوگیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دن سے مجھے ہی ترجمہ لکھواتے رہے ہیں۔ میرے ہاتھوں ہی یہ مقدس کام ختم ہو۔ میں بخار سے مجبور تھی۔ ان سے کہا کہ میں نے دوائی کھالی ہے آج یا کل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کرلیں آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا میں ثواب حاصل کرسکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہوگیا۔ بے شک تفسیر کبیر مکمل قرآن کی نہیں لکھی گئی مگر جو علوم کا خزانہ ان جلدوں میں آپ چھوڑ گئے ہیں، وہ اتنا زیادہ ہے کہ ہماری جماعت کے احباب ان کو پڑھیں ان سے فائدہ اٹھائیں تو بڑے سے بڑا عالم ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱؍فروری ۲۰۰۴ء صفحہ ۳)

مشہور مفسر قرآن علامہ عبدالماجد دریا آبادی مدیر صدقِ جدید نے حضور رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ کی خدمت قرآن کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ:

’’ قرآن اور علومِ قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی، اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں، اُن کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔‘‘

(صدق جدید لکھنؤ ۱۸؍ نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ ۱۶۸)

کسی بھی جماعت کے نظام کو مستحکم کرنے اور اُسے منظم طور پر چلانے کے لیے بہترین ڈھانچے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جماعت کے نظام کو مستحکم کرنے اور اسے منظم کرنے کے لیے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے اُن کی فہرست بہت لمبی ہے۔ جماعتی تنظیم کا کام آپ کے باون سالہ دورِ خلافت میں جاری رہا۔ آپ نے جماعت کے انتظامی ڈھانچے کو مستحکم کرنے کے لیے ۱۹۱۹ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا نظام متعارف کروایا۔ جماعت کے مردوں اور عورتوں کے لیے مختلف ذیلی تنظیموں کا قیام، انہیں اپنے دائرہ کار میں متحرک اور فعال بنانا، ان کی مستقل نگرانی اور راہنمائی کرتے چلے جانا ایک عظیم کارنامہ اور اولوالعزمی کی اعلیٰ مثال ہے۔ آپ نے ۱۹۲۲ء میں احمدی مستورات کے لیے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم فرمائی اور ۱۹۲۸ء میں ناصرات الاحمدیہ قائم کی۔ ۱۹۳۸ء میں احمدی نوجوانوں کے لیے خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا جبکہ ۱۹۴۰ء میں احمدی بچوں کے لیے اطفال الاحمدیہ قائم فرمائی۔ اسی سال بڑے عمر کے احمدی احباب کے لیے انصار اللہ کے نام سے ایک تنظیم جاری فرمائی۔ ۱۹۲۲ء میں آپؓ

نے جماعت میں شوریٰ کا باقاعدہ نظام جاری فرما کر جماعت میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ فرمایا۔ ۱۹۱۷ء میں وقف زندگی کی باقاعدہ تحریک جاری فرمائی تا کہ اکناف عالم میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لیے زیادہ سے زیادہ مبلغین کو بھجوایا جاسکے۔ ۱۹۲۸ء میں جامعہ احمدیہ جاری فرمایا تا کہ اس میں مربیان و مبلغین تیار ہو کر جماعت کی تربیتی و تبلیغی سرگرمیوں میں وسعت پیدا کی جاسکے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ نے دارالقضاء کا نظام جاری فرمایا۔ آپؓ نے اپنی خداداد فہم و فراست کی بدولت جماعت کا ایسا منظم ڈھانچہ تیار کیا جس کے ذریعہ جماعت کی ترقی کی رفتار نہ صرف کئی گنا بڑھ گئی بلکہ اندرونی طور پر بھی جماعت میں مضبوطی پیدا ہوئی اور انتظامی و تربیتی امور میں بے حد بہتری آگئی۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا تحریر فرماتی ہیں کہ

”آپ خلیفہ ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو بشارت پسر موعود کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملی تھی اس کا لفظ بلفظ پورا ہوتے ایک عالم نے دیکھ لیا۔ آپ کے ہاتھوں سے عظیم الشان کام سرانجام پائے۔ جو عہد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسد مبارک کے سامنے کیا تھا وہ ایسا نبھایا کہ جیسا نبھانے کا حق ہے۔ قدم قدم پر نصرت الٰہی اپنی پوری شان سے شامل حال ہو کر جلوہ گر نظر آتی ہے۔ آپ کی تفسیریں، درس قرآن و تحریریں اور تقریریں، آپ کے خطبات ایک بیش بہا اور بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ اس پر آپ کی قوت عمل، قوت فیصلہ، عزم راسخ، جماعت کی ہر موقع پر رہنمائی، دنیا کے ہر گوشہ میں احمدیت کے اسلامی مشن کے قیام، غرض ہر بات کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وجود میں خدا تعالیٰ نے خاص روح پھونک دی تھی۔ اور اس کا خاص فضل اور رحم آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا ہے۔ آپ کے کارناموں سے دشمن بھی منکر نہیں ہوسکتا۔ ایک کمزور صحت کا ”لڑکا“ جس کو خدائے قادر و مقتدر نے میدان میں اتارا بڑے بڑوں سے بازی لے گیا۔ جو کام عالم اسلام علم، دولت اور زبانی دعویٰ کے باوجود مل کر نہ کرسکا تھا وہ اس نے کر دکھایا۔ حاسد اور معاند بھی محض لغو باتیں بنانے کے سوا اور کچھ نہ کرسکتے اور ہر قوم کے افراد، کم سمجھ نادان بھی اور عقل و شعور رکھتے ہوئے بھی، ایمان نہ لانے والے تک سبھی ایک بار انگشت بدنداں ضرور رہ گئے۔“

(تاریخ احمدیت جلد ۴ پیش لفظ۔شائع کردہ نظارت اشاعت قادیان۔ایڈیشن ۲۰۰۷ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اولوالعزمی کی خاص شان ایک بار اس وقت ظاہر ہوئی جب ۱۹۳۴ء میں احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر تحریک شروع کر دی اور یہ دعویٰ کیا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دنیا سے جماعت کا نام و نشان مٹا دیں گے۔ اس انتہائی نازک وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد فراست اور مضبوط عزم و ہمت سے نہ صرف احرار کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا بلکہ تحریک جدید کے نام سے ایک ہمہ گیر انقلابی تحریک کا آغاز فرما کر جماعت کی ترقی کی رفتار کو کئی گنا بڑھا دیا۔ یہ وہی مبارک تحریک ہے جس کے شیریں ثمرات سے کل عالم فائدہ اٹھا رہا ہے اور دنیا کے اکثر ممالک میں اس بابرکت تحریک کے فیوض و برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بابرکات دورِ خلافت میں بہت سے نازک مراحل آئے لیکن عشاقِ احمدیت کا یہ کارواں اپنے صاحب شکوہ اور اولوالعزم امام کی قیادت میں ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔

شدھی کی تحریک میں اولوالعزمی

اگرچہ ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد محمد بن قاسم فاتح سندھ کے ہاتھوں رکھی گئی تھی مگر اس خطے میں اسلام کا زندگی بخش پیغام مسلمان تاجروں اور سیاحوں کے ذریعے برسوں پہلے پہنچ چکا تھا جبکہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں اکابر اولیاء و صوفیاء و صلحائے امت نے اہم کردار ادا کیا۔ ان کے بزرگوں کے زبردست روحانی اثرات کی وجہ سے ہندوستان کی کئی بت پرست قومیں راجپوت، جاٹ، میواتی وغیرہ بڑی کثرت سے اسلام میں داخل ہوئیں اور ہر طرف مسلمان ہی مسلمان نظر آنے لگے۔ اگرچہ یہ بہت عظیم الشان کام تھا لیکن جس طرح لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے اُسی طرح اُن کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ ہوسکا۔ بعض قومیں اسلام کو سچا سمجھ کر مسلمان ہوئی تھیں لیکن مناسب تعلیم و تربیت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان کہلانے کے باوجود ان کا رہن سہن، کھانا پینا، بول چال، پہناوا، برتاؤ اور تمام رسم و رواج ہندوانہ

ہی رہے۔ ان کے کئی دور اسی حالت میں گزر گئے اور وہ اپنی اس غیر اسلامی حالت کو اسلامی سمجھ کر اپنی جگہ مطمئن تھے۔ انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر پر پنڈت دیانند سرسوتی کی کوششوں سے سناستی ہندوؤں میں ایک نئے فرقے آریہ کا قیام عمل میں آیا۔ جو غیر مذاہب والوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کا بہت جوش رکھتے تھے۔

اس نئے اور جوشیلے ہندو فرقے نے ایک منظم طریق پر یوپی کے متعدد شہروں میں اور ان کے نواحی علاقوں میں بہت احتیاط اور ہوشیاری اور نہایت آہستہ روی کے ساتھ اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے ان کمزور ایمان مسلمانوں کو باور کرانا شروع کیا کہ ان کے باپ دادوں کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے اور دوسرے اسلام کو بری سے بری اور بھیانک شکل میں اُن کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا۔ جب انہوں نے اچھی طرح دیکھ بھال کر اطمینان کرلیا کہ یہ دونوں حربے کارگر ثابت ہوئے ہیں انہوں نے اپنے کام کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کا منصوبہ بنایا اور مارچ ۱۹۲۳ء کے وسط میں مشہور آریہ سماجی لیڈر شردھانند نے جو اس تحریک کے پر جوش علمبردار اور بڑے لیڈر تھے۔ انہوں نے ہندوؤں سے چندہ کی اپیل کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ نواح آگرہ میں راجپوتوں کو تیز رفتاری سے شدھ کیا جارہا ہے اور اب تک قریباً چار ہزار تین سو راجپوت ملکانے، گوجر اور جاٹ ہندو ہو چکے ہیں۔ نیز کہا: ”ایسے لوگ ہندوستان کے ہر حصے میں ملتے ہیں۔ یہ پچاس ساٹھ لاکھ سے کم نہیں اور اگر ہندو سماج ان کو اپنے اندر جذب کرنے کا کام جاری رکھے تو مجھے تعجب نہ ہوگا کہ ان کی تعداد ایک کروڑ تک ثابت ہوجائے۔“

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

شردھانند کے اس اعلان کے بعد آریہ اخبار کیسری میں یہ خبر چھپی کہ مہاراجہ جموں وکشمیر نے ساڑھے چار لاکھ ملکانہ راجپوتوں کو دوبارہ ہندو بنانے کے مسئلہ پر کامل غور وخوض کے بعد پنجاب سناتن دھرمی پنڈتوں کو دعوت دی ہے کہ وہ اس مسئلہ پر کشمیری پنڈتوں سے گفت وشنید کریں۔ (تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

ان خبروں کے منظر عام پر آنے سے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمانوں میں غم وافسوس کی لہر دوڑ گئی اور ان کے دلوں کو گہرا صدمہ پہنچا۔ دوسری طرف ان اضلاع اور ان کے ماحول میں بسنے والے علماء نے شدھی کی اس تحریک کے مقابلہ اور تدارک کے لیے نہایت مجرمانہ غفلت اور بے حسی کا مظاہرہ کیا اور کمزور ایمان مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔ چودھری افضل حق صاحب (مفکر احرار) نے علماء کی غفلت و بے حسی پر اظہار تاسف کرتے ہوئے لکھا: ”آج سے پہلے اسلام کو تبلیغی جماعت سمجھا جاتا تھا۔ مسلمان علماء اپنی خدمات کو جا بجا ہر جگہ بیان کرتے تھے حالانکہ ان کی تمام کوششیں مسلمانوں کو کافر بنانے میں صرف ہوتی رہیں... جہاں اسلام کے سب سے بڑے دعویدار موجود تھے۔ ان ہی کے دروازوں پر مسلمان مرتد ہو رہے ہیں اور ان کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔ جن کے ہندوستان بھر میں کفر کے فتوے کام کرتے تھے ان کا اپنا عمل قریب کے مسلمانوں پر کچھ اثر نہ ڈال سکا تین چار سو برس سے ایک قوم اسلام کے دروازے کے اندر داخل ہوئی مسلمانوں کو متوجہ نہ پا کر آج پھر واپس چلی گئی ایک مسخرہ نے سچ کہا کہ ”علماء کا کام ہی مسلمانوں کو کافر بنانا ہے۔“ سو انہوں نے ملکانہ راجپوتوں میں اپنی کامیاب تبلیغ کر دی ہے حضرت فرنگی محل، حضرات دیوبند، حضرات دہلوی کی صد سالہ اسلامی تبلیغ کا نتیجہ دیکھو کہ ان ہی اضلاع کے گرد ونواح میں ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں۔ ہمارے علماء کے لیے اس میں عبرت ہے ان کے لیے ندامت سے گردن جھکا لینے کا وقت ہے اس فتنہ وارتداد کی تاریخ اغیار کے لیے دلچسپ اور مسلمانوں کے لیے باعث شرم ہے۔“

(فتنہ ارتداد اور پولیٹکل قلابازیاں مشمولہ رفتار زمانہ لاہور ۷رجون ۱۹۵۰ء بحوالہ تاریخ جلد ۵ صفحہ ۳۲۸)

المختصر شدھی کی خوفناک تحریک نے مسلمانان ہند کو سخت پریشان کر دیا اور مسلمان پریس نے ہندو لیڈروں کے عزائم کو دیکھ کر بالاتفاق لکھا کہ ملک کے تمام مسلمان فرقے اس نازک موقع پر متحد ہو کر آریہ سماج کے خطرناک عزائم کے انسداد کے لیے فوری جدوجہد کریں ورنہ اس کے تباہ کن نتائج برآمد ہوں گے۔ اخبار ”وکیل“ امرتسر کے ایڈیٹر

مولوی عبداللہ منہاس صاحب نے ۸؍مارچ ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں ’’علمائے اسلام کہاں ہیں؟‘‘ کے عنوان سے ایک پُرزور مضمون لکھا جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس نازک موقعہ پر کیوں خاموش ہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۳۰)

اگرچہ مسلمان پریس نے شدھی کے خلاف مارچ ۱۹۲۳ء میں آواز بلند کی تھی مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۲۳ء کے آغاز میں ہی اس فتنہ کی طرف توجہ فرمائی اور دفتر کو ہدایت جاری فرمائی کہ اس کی اچھی طرح تحقیق کریں۔ آپؓ کی ہدایت پر مختلف ذرائع سے اس خبر کی تصدیق کی گئی اور ضروری حالات معلوم کرنے کے بعد فروری ۱۹۲۳ء میں صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز اور ایک اور احمدی کو ملکانہ کے علاقے میں ابتدائی سروے اور معلومات کی فراہمی کے لیے بھجوایا، وفد نے آکر بتایا کہ حالت بہت مخدوش ہے اور فوری تدارک کی ضرورت ہے۔ اس رپورٹ پر حضورؓ نے شدھی کا وسیع پیمانہ پر مقابلہ کرنے کے لیے ایک زبردست سکیم تیار کی اور جیسا کہ شیخ محمد احمد مظہر ایڈووکیٹ کا بیان ہے اس اولوالعزم امام نے یہاں تک تہیہ کرلیا کہ میری کل جماعت کی جایداد تخمیناً دو کروڑ روپیہ ہوگی اگر ضرورت پڑی تو یہ سب املاک واموال خدا کی راہ میں وقف کرنے سے میں اور میری جماعت دریغ نہ کریں گے۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۳۰) حضورؓ نے ۷؍مارچ ۱۹۲۳ء کو اعلان فرمایا کہ جماعت فتنہ ارتداد کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنے کی غرض سے ہر قربانی کے لیے تیار ہوجائے۔ اس کے بعد ۹؍مارچ ۱۹۲۳ء کو خطبہ جمعہ میں تحریک فرمائی کہ فتنہ ارتداد کے مٹانے کے لیے فی الحال ڈیڑھ سو احمدی سرفروشوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے اور اپنے لواحقین کی معاش کا فکر کرکے میدان عمل میں آجائیں۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۳۱) حضورؓ نے خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا: ’’اس سکیم کے ماتحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہوگا۔ اگر کھانا آپ پکانا پڑے تو پکائیں گے اگر جنگل میں سونا پڑے گا تو سوئیں گے جو اس محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں وہ آئیں۔ ان کو اپنی عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائے گی۔ ننگے پیروں چلیں گے، جنگلوں میں سوئیں گے، خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی ضائع نہیں کرے گا۔ اس طرح جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہوجائے گی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گزرنا ہوگا ان کے کام آئے گی مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملے گا وہ راحت و آرام کا مقام ہوگا۔ اور یہ وہ مقام ہوگا جہاں رہنے والے نہ بھوکے رہیں گے نہ پیاسے یہ چند دن کی بھوک اور چند دن کی پیاس اس انعام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۳۱ تا ۳۳۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک طرف جماعت کو میدان جہاد میں آنے کی ہدایت کی تو دوسری طرف مسلمانان ہند کو متحدہ کام کرنے کی دعوت دی اور انہیں توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جب تک ایک لمبی اور باقاعدہ جنگ نہ کی جائے گی اس وقت تک ان علاقوں میں کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے۔ اس کام پر روپیہ بھی کثرت سے خرچ ہوگا... ہندو اپنی پرانی کوششوں کے باوجود دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کررہے ہیں مسلمانوں کو نیا کام کرنا ہے ان کے لیے بیس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے اس اعلان کے ساتھ ہی حضور نے اپنی طرف سے پیشکش فرمائی کہ اگر دوسرے لوگ بقیہ رقم مہیا کرلیں تو ہم پچاس ہزار روپیہ یعنی کل رقم کا چالیسواں حصہ اس کام کے لیے جمع کریں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۳۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس دعوت اور فراخ دلانہ پیشکش پر اخبار ’’ہمدم‘‘ نے لکھا: ’’جماعت احمدیہ کے جوش وایثار کو دیکھتے ہوئے ان کی طرف سے پچاس ہزار بلکہ اس سے زیادہ روپیہ اس غرض یعنی انسداد ارتداد کے لیے فراہم ہوسکنے کا قریب قریب یقین واعتماد ہے۔ لیکن افسوس ہے دیگر مسلمانوں سے ساڑھے انیس لاکھ تو کجا ایک لاکھ روپیہ بھی حالات موجودہ میں چند ہفتہ کے اندر جمع ہوجانے کی قوی تو کیا معمولی امید بھی ان طریقوں سے نہیں باندھ سکتے۔‘‘

(ہمدم ۱۸؍مارچ ۱۹۲۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۳۳)

اسی طرح اخبار ’’مشرق‘‘ نے لکھا: ’’جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت کاری ضرب لگائی ہے اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔‘‘

(مشرق ۱۵؍مارچ ۱۹۲۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۳۳)

اس فتنہ ارتداد کے خاتمہ کے لیے آپ نے بیس قواعد اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمائے۔ اسی طرح آپ نے مبلغین اسلام کے لیے ۵۲ نکات پر مشتمل اہم ہدایات تحریر فرمائیں جو اس جہاد میں شامل ہونے والے ہر مجاہد کو مطبوعہ ٹریکٹ کی صورت میں دی جاتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ شدھی کے خلاف اپنی سکیم یکم اپریل ۱۹۲۳ء سے جاری کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر حالات کی نزاکت کے پیش نظر وسط مارچ ۱۹۲۳ء ہی سے اس کا آغاز فرمادیا۔ چنانچہ آپؓ کی ہدایت پر صیغہ ’’ انسداد ارتداد ملکانہ‘‘ کے نام سے ایک نیا دفتر کھولا گیا اور اس کے افسر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور نائب حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت نواب محمد عبد اللہ خاں صاحبؓ تجویز ہوئے۔ اس مرکزی ادارہ کے قیام کے ساتھ آپ نے حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو امیر المجاہدین مقرر فرمایا اور ان کی سرکردگی میں ۱۲؍مارچ ۱۹۲۳ء کو مجاہدین کا پہلا وفد روانہ فرمایا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۵۱)

جماعت احمدیہ کی مجاہدانہ سرگرمیاں دیکھ کر بے شمار مسلمان اور ہندو اخباروں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ جماعت احمدیہ کے مجاہدین کے کارنامے فقید المثال ہیں۔ مشہور مسلم اخبار ’’زمیندار‘‘ نے لکھا: ’’جو حالات فتنہ ارتداد کے متعلق بذریعہ اخبارات علم میں آچکے ہیں ان سے صاف واضح ہے کہ مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار اور کمربستگی، نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے اندازہ عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں۔ اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت کر کے دکھادی ہے۔‘‘

(زمیندار ۲۴؍جون ۱۹۲۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۸۶)

کئی ماہ تک جاری رہنے والی اس تحریک میں احمدی مجاہدین انتہائی نامساعد اور تکلیف دہ حالات میں اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ تیز اور چلچلاتی دھوپ میں کئی کئی میل روزانہ پیدل سفر کرتے۔ بعض اوقات کھانا تو الگ رہا ان کو پانی بھی نہ مل سکا۔ کھانے کے وقت یا تو اپنا بچا کھچا باسی کھانا کھاتے یا بھونے ہوئے دانے کھا کر پانی پی لیتے اور اگر سامان میسر آسکتا تو آٹے میں نمک ڈال کر اپنے ہاتھوں روٹی پکا کر کھالیتے۔ رات جہاں جگہ ملتی سو جاتے۔ ایک گاؤں میں کام ختم ہونے پر اس بات کی پرواکیے بغیر کہ کیا وقت ہے یا دوسرا گاؤں کتنے فاصلے پر ہے فوراً آگے روانہ ہوجاتے انہوں نے بعض اوقات اندھیری راتوں میں ایسے تنگ اور پُرخطر راستوں سے سفر کیا۔ جہاں جنگلی سؤر اور بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۵۵)

مجاہدین احمدیت کے ہاتھوں شدھی تحریک کو جس عبرتناک ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اس کا اقرار ہندوؤں اور سکھوں دونوں کی طرف سے برملا کیا گیا۔ چنانچہ لالہ سنت رام بی اے سیکرٹری جات پات توڑک منڈل لاہور نے بیان دیا: ’’ الفاظ بہت کڑے ہیں اور سخت مایوسی سے بھرے ہوئے ہیں مگر یہ سچائی چاہے کڑوی ہو۔ بہت سے بھائی پوچھیں گے ہم اخباروں میں روز شدھی اور اچھوت ادھار کی خبریں پڑھتے ہیں... پھر تم کیسے کہتے ہو کہ شدھی اور اچھوت ادھار کی تحریک کامیاب نہیں ہوئی۔ اس کے جواب میں میری عرض یہ ہے کہ کسی کو جھوٹا کہنے کی ضرورت نہیں۔ پرمیشور نے آپ کو آنکھیں دی ہیں کہ اس وقت ہندو سماج میں دوسرے دھرموں سے کتنے لوگ شدھ ہو کر آئے ہیں جن کی شدھی

کی خبریں اخباروں میں جلی الفاظ میں چھپتی ہیں ان کی تعداد کم سے کم پانچ سو تو ہوگی مگر ان میں سے مجھے بیس کے نام تو گن دیجئے۔ جو آج بھی ہندو ہوں...ملکانوں کی شدھی پر بڑا فخر کیا جاتا ہے۔ تھی بھی وہ بڑی فخر کی بات مگر جو لوگ سچائی کو جانتے ہیں وہ بڑے متفکر ہیں۔ ملکانوں کی شدھی کی جو رپورٹ وقتاً فوقتاً اخبارات میں چھپتی رہی ہے اس کے بموجب شدھ ہونے والوں کی گنتی ڈھائی لاکھ سے کم نہیں پہنچی مگر... ان لوگوں میں بہت سے تو اپنی پہلی حالت میں واپس چلے گئے اور باقی بیچ میں لٹکے ہوئے کسی ٹھوکر کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ ‘‘

(تازیانہ (لاہور) ۱۹/ نومبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۰ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۸۸)

مختصر یہ کہ امام جماعت احمدیہ نے آریہ سماج کی ارتداد کی تحریک کے مقابل پر ایک جوابی تحریک شروع فرما کر جس بہادری اور جواں ہمتی سے اس کا مقابلہ کیا اس سے نہ صرف بہت سے مسلمان ہندو ہونے سے بچ گئے بلکہ ایسے بے شمار لوگ جو ہندو ہو چکے تھے وہ دوبارہ اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ پس کسی قوم کا حقیقی راہ نما وہی شخص ہوسکتا ہے جس کے دل میں اپنی قوم کا حقیقی درد ہو اور وہ اُن کے دلوں میں ایسا جذبہ پیدا کر دے کہ وہ اُس کی ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار اُس کے پیچھے چل پڑیں اور اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ (شدھی تحریک کی ایمان افروز تفصیل جاننے کے لیے تاریخ احمدیت جلد ۴ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’ جو شخص یہ عہد کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ یہ کام میں نے ہی سرانجام دینا ہے اُس کے رستہ میں ہزاروں مشکلات پیدا ہوں، ہزاروں روکیں واقع ہوں اور ہزاروں بند اُس کے رستہ میں حائل ہوں وہ ان سب کو عبور کرتا ہوا اس میدان میں جا پہنچتا ہے جہاں کامیابی اس کے استقبال کے لیے کھڑی ہوتی ہے۔ پس ہماری جماعت کے ہر شخص کو یہ عہد کر لینا چاہیے کہ دین کا کام میں نے ہی کرنا ہے اس عہد کے بعد ان کے اندر بیداری پیدا ہو جائے گی اور ہر مشکل ان پر آسان ہوتی جائے گی اور ہر عسر ان کے لیے یسر بن جائے گا ان کو بے شک بعض تکالیف اور مصائب اور آلام سے بھی دوچار ہونا پڑے گا مگر وہ اس پر عین راحت محسوس کریں گے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو فرماتا ہے کہ دین کی تکمیل کے لیے صرف تم ہی میرے مخاطب ہو تمہارے صحابہ اس کام میں حصہ لیں یا نہ لیں لیکن تم سے بہرحال میں نے کام لینا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رات دن اسی کام میں لگے رہتے تھے اور آپ کی ہر حرکت اور آپ کا ہر سکون اور آپ کا ہر قول اور ہر فعل اس بات کے لیے وقف تھا کہ خدا تعالیٰ کے دین کو دنیا میں قائم کیا جائے اور آپ اس بات کو سمجھتے تھے کہ یہ اصل میں میرا ہی کام ہے کسی اور کا نہیں... پس جس قوم کے اندر یہ عزم پیدا ہو جائے وہ ہر میدان میں جیت جاتی ہے اور دشمن کبھی اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو کسی قوم کو بامِ رفعت پر پہنچا سکتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ہماری جماعت کے لوگوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے۔ انہیں جان لینا چاہیے کہ جو مقصدِ عالی ان کے سامنے ہے اسے ہمارے سوا کسی اور نے نہیں کرنا اور یہ کام چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے ‘‘

(قومی ترقی کے دو اہم اصول، انوار العلوم جلد ۱۹ صفحہ ۷۵، ۷۶)

اللہ تعالیٰ کے مرسل کے ذریعہ جو جماعت قائم کی گئی ہے اُس کے مقاصد بہت بلند اور عالی ہیں۔ اس لیے اس جماعت میں داخل ہونے والوں میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ دین کی خدمت کے لیے اپنے اندر خاص جوش اور جذبہ پیدا کرے۔

پس ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنی تمام طاقتوں اور استعدادوں کو خلیفہ وقت کی مرضی اور منشاء کے مطابق استعمال کریں اور خلیفہ وقت ہمیں جس وقت اور جس کام کے لیے بلائیں اُس پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار اُس کی انجام دہی میں مصروف ہو جائیں۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل آن لائن 21/ فروری 2023ء)

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط نمبر 47)

(مرتبہ: ظہیر احمد خان انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات)

☆... کیا سورۃ البقرہ کی آیت 206 میں بیان کردہ حرث و نسل کی تباہی سے DNA اور RNA میں چھیڑ کے نتیجہ میں انسانوں میں ہونے والی جسمانی، ذہنی اور ایمانی تبدیلی کی کوشش کے معانی اخذ کیے جاسکتے ہیں؟

☆... انسان کو کس حد تک اسلام، قرآن کریم اور جماعت کے بارے میں سوال اٹھانے کی اجازت ہے؟

☆... اسلام سے قبل سود کی حرمت اور حج کے موقع پر عورتوں اور مردوں کے اکٹھے نماز پڑھنے کے متعلق راہنمائی

سوال: کینیڈا سے ایک دوست نے قرآنی آیت وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔(البقرہ:206) یعنی جب وہ صاحبِ اختیار ہوجائے تو زمین میں دوڑا پھرتا ہے تاکہ اس میں فساد کرے اور فصل اور نسل کو ہلاک کرے جبکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ سے حرث و نسل کی تباہی سے مراد DNA اور RNA میں چھیڑ چھاڑ کرنے کے نتیجہ میں انسانوں میں ہونے والی جسمانی، ذہنی اور ایمانی تبدیلی کی کوشش کے معانی اخذ کرکے اس بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 24/ نومبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق قرآن کریم قیامت تک کے لیے بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (سورۃ الحجر:22) یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے (غیر محدود) خزانے ہیں۔ لیکن ہم اسے (ہر زمانہ میں اس کی ضرورت کے مطابق) ایک معین اندازہ کے مطابق نازل کرتے ہیں۔

سائنسی نقطۂ نظر سے آپ نے اس آیت کے جو معانی بیان کیے ہیں، وہ ٹھیک ہیں۔ ان میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ DNA میں چھیڑ چھاڑ کے نتیجہ میں انسانی تباہی کے مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بعض مواقع پر بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ نے اپنی معرکہ آراء تصنیف ''الہام، عقل، علم اور سچائی'' میں بھی جینیاتی انجنیئرنگ کے عنوان کے تحت انسانی تخلیق میں اس قسم کی منفی چھیڑ چھاڑ کی کوشش کے بارے میں دنیا کے سائنسدانوں اور حکومتوں کو انتباہ فرمایا ہے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے اپنے وقتوں میں اس آیت کی جو نہایت بصیرت افروز تفاسیر فرمائی ہوئی ہیں، ان میں بھی اس قسم کی منفی انسانی تدابیر اختیار کرنے کے بارے میں انذار فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ایسے لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں بادشاہت مل جاتی ہے یعنی وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ طاقتوں سے کام لے کر حکومت پر قابض ہوجاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ رعایا اور ملک کی خدمت کریں بجائے اس کے کہ لوگوں کے دلوں میں سکینت اور اطمینان پیدا کریں وہ ایسی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیتے ہیں جن سے قومیں قوموں سے، قبیلے قبیلوں سے اور ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب کے ماننے والوں سے لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں اور ملک میں طوائف الملوکی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ ایسے طریق اختیار کرتے ہیں جن سے ملک کی تمدنی اور اخلاقی حالت تباہ ہوجاتی ہے اور آئندہ نسلیں بیکار ہوجاتی ہیں۔ حرث کے لغوی معنے تو کھیتی کے ہیں مگر یہاں حرث کا لفظ استعارۃً وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جتنے ذرائع ملک کی تمدنی حالت کو بہتر بنانے والے ہوتے ہیں ان ذرائع کو اختیار کرنے کی بجائے وہ ایسے قوانین بناتے ہیں جن سے تمدن تباہ ہو۔ اقتصاد برباد ہو۔ مالی حالت میں ترقی نہ ہو۔ اس طرح وہ نسلِ انسانی کی ترقی پر تبر رکھ دیتے ہیں۔ اور ایسے قوانین بناتے ہیں جن سے آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں اپنی طاقتوں کو کھو بیٹھتی ہیں۔ اور ایسی تعلیمات جن کو سیکھ کر وہ ترقی کر سکتی ہیں ان سے محروم ہوجاتی ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 453، 454)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خطبات جمعہ مورخہ 28/ جولائی 1972ء اور 11/ اگست 1972ء میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 206 کی تشریح میں انسان کو عطا ہونے والی خداداد استعدادوں اور طاقتوں کے غلط اور مفسدانہ استعمال کو نوع انسانی کے لیے مضر قرار دیتے ہوئے اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بنی نوع انسان کو متنبہ فرمایا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں خطبات ’’خطبات ناصر‘‘ جلد چہارم میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ وہاں سے ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

سوال: امریکہ سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ انسان کو کس حد تک اسلام، قرآن کریم اور جماعت کے بارے میں سوال اٹھانے کی اجازت ہے۔ مزید یہ کہ میں نے اپنے مربی صاحب سے اسلام سے قبل سود کی حرمت کے بارے میں، نیز حج کے موقعہ پر عورتوں اور مردوں کے اکٹھے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا لیکن مربی صاحب نے ان سوالوں کا تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ اسی طرح اس دوست نے لجنہ کی حضور انور کے ساتھ ایک ملاقات میں ایک سوال پر حضور انور کے جواب کہ ’’مذہب کے معاملہ میں کیوں اور کس لیے کا سوال نہیں ہے۔‘‘ کا بھی ذکر کر کے اس بارے میں حضور انور سے راہنمائی چاہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 26/ نومبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل تفصیلی ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اسلام نے زیادتیٔ علم کے لیے سوال کرنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:
فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔ (النحل:44) یعنی اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

لیکن کج بحثی کی خاطر لغو، بیہودہ اور بے ادبی والے سوال کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡ اَشۡیَآءَ اِنۡ تُبۡدَ لَکُمۡ تَسُؤۡکُمۡ۔ (المائدہ:102) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو وہ تمہیں تکلیف میں ڈال دیں۔ اسی طرح فرمایا: اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَکُمۡ کَمَا سُئِلَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ۔ (البقرہ:109) یعنی کیا تم اپنے رسول سے اسی طرح سوال کرنا چاہتے ہو جس طرح (اس سے) پہلے موسیٰ سے سوال کیے گئے تھے۔

چنانچہ صحابہ رسول ﷺ سوال کرنے کے بارے میں بہت زیادہ محتاط تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خود سوال نہ کرتے بلکہ انتظار کرتے تھے کہ کوئی اعرابی آئے اور حضور ﷺ سے سوال پوچھے تا کہ ہم وہ باتیں سن کر اپنا علم بڑھالیں۔ پھر حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہؓ کی اس علمی تشنگی کو اس طرح دور فرما دیتا کہ بعض اوقات حضرت جبرئیل کو انسان

کی شکل میں بھیجتا اور وہ حضور سے سوال کرتے اور حضور ﷺ ان سوالوں کے جواب دیتے۔جس سے صحابہ اپنی علمی پیاس بجھالیتے۔(صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن بَاب قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سوال کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:''بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو نکالتے نہیں اور پوچھتے نہیں۔جس سے وہ اندر ہی اندر نشو ونما پاتا رہتا ہے اور پھر اپنے شکوک اور شبہات کے انڈے بچے دیدیتا ہے اور روح کو تباہ کر دیتا ہے۔ایسی کمزوری نفاق تک پہنچا دیتی ہے کہ جب کوئی امر سمجھ میں نہ آوے تو اسے پوچھا نہ جاوے اور خود ہی ایک رائے قائم کر لی جاوے۔میں اس کو داخل ادب نہیں کرتا کہ انسان اپنی روح کو ہلاک کر لے۔ہاں یہ سچ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر سوال کرنا بھی مناسب نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔''

(الحکم جلد 7، نمبر 13، مورخہ 10/اپریل 1903ء صفحہ 1)

پس سوال کرنا تو منع نہیں اور اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو ضرور پوچھنی چاہیے لیکن ہر بات میں بحث اور تکرار کے لیے سوال در سوال کی عادت بنا لینا بھی ٹھیک نہیں۔

پھر یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہیے کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام اور اس کی طرف سے نازل ہونے والی تعلیمات پر مبنی کتاب ہے۔اور یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی حکمتوں اور اس کی گہرائیوں کو سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں انسانی کوششوں سے روز بروز نئی تحقیقات سامنے آتی رہتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تعلیمات اور اس کے احکامات کے نئے نئے پہلو اور حکمتیں بھی ہر زمانہ میں کھلتی رہتی ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ(الحجر:22) یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے (غیر محدود) خزانے ہیں۔لیکن ہم اسے (ہر زمانہ میں اس کی ضرورت کے مطابق) ایک معین اندازہ کے مطابق نازل کرتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بات بھی سمجھا دی کہ قرآن کریم چونکہ ایک دائمی کلام ہے اور اس میں قیامت تک کے لیے انسانوں کی فلاح، ہدایت اور راہنمائی کے لیے تعلیمات موجود ہیں، جن کا ہر زمانہ میں حسب ضرورت استخراج ہوتا رہے گا۔اس لیے ضروری نہیں کہ ایک وقت میں اس کی ساری باتیں کسی انسان کو سمجھ آ جائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک کامل کتاب ہے جو نوع انسانی کو دی گئی ہے اور ہمیشہ کے لیے ان کی راہنمائی کرے گی۔کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ انہیں قرآن کے علاوہ کسی اور ہدایت اور راہنمائی کی ضرورت پیش آئے۔قرآن کریم نے آئندہ کی خبریں دی ہیں اور ہر صدی کے متعلق قرآن کریم میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جو اپنے وقتوں پر ظاہر ہوتی ہیں... اس کامل کتاب کے نزول پر اب قریباً چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔اس کا ماضی بھی عملاً یہ بتاتا ہے کہ مستقبل میں بھی خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ سے انسان کے ساتھ یہی سلوک کرے گا کہ نئی سے نئی باتیں قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق ظہور میں آئیں گی اور پیشگوئیاں پوری ہوں گی، جب نئے مسائل پیدا ہوں گے قرآن کریم کی نئی تفسیر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو سکھائے گا، اپنے مقربین اور اپنے محبوب بندوں کو اور پھر وہ ان مسائل کو حل کریں گے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 1977ء، خطبات ناصر جلد ہفتم صفحہ 113) قرآن کریم ایک اور مقام پر اس بارے میں اس طرح ہماری راہنمائی فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ۔

(آل عمران:8) یعنی وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اُسی میں سے محکم آیات بھی ہیں، وہ کتاب کی ماں ہیں۔اور کچھ دوسری متشابہ (آیات) ہیں۔پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ چاہتے ہوئے اور اس کی تاویل کی خاطر اُس میں سے اس کی پیروی کرتے

ہیں جو باہم مشابہ ہے حالانکہ اللہ کے سوا اور اُن کے سوا جو علم میں پختہ ہیں کوئی اُس کی تاویل نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے، سب ہمارے ربّ کی طرف سے ہے۔ اور عقلمندوں کے سوا کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ’’میرے نزدیک ہر شخص کے لیے کوئی حصہ کسی متکلم کے کلام کا محکم ہوتا ہے یعنی جو خوب طور سے سمجھ آجاتا ہے اور کوئی حصہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے معنے سمجھنے میں دقتیں پیش آتی ہیں اور بوجہ اس کے مجمل رکھنے کے کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص پر یہ حالت گزرتی ہے۔ اللہ نے اس کے متعلق یہ راہ دکھائی ہے کہ جو آیات ایسی ہیں کہ جن کی خوب سمجھ آجائے اور تجربہ و عقل و مشاہدہ اس کے خلاف نہ ہو وہ تو محکم سمجھ لو۔ پھر وہ آیات جن کے معنے سمجھ میں نہیں آئے ان کے معنے ایسے نہ کرے جو ان محکم آیات کے خلاف ہوں... خلاصہ یہ ہے کہ بعض آیات خوب سمجھ میں آجاتی ہیں اور بعض کے معنے جلد نہیں کھلتے۔ اس کے لیے ایک گر بتایا ہے... فرماتا ہے جن کو یہ خواہش ہے کہ وہ راسخ فی العلم ہو جاویں وہ محکموں کو معاً مان لیتے اور متشابہ کا انکار نہیں کرتے بلکہ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا کہتے ہیں۔ یعنی دونوں پروردگار کی طرف سے مانتے ہیں۔ پس وہ متشابہ کے ایسے معنی نہیں کرتے جو محکم کے خلاف ہوں بلکہ ہر جگہ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا کا اصول پیش نظر رکھتے ہیں۔ کوئی آیت ہو اس کے خواہ کتنے معنے ہوں مگر ایسے معنے نہ کرنے چاہئیں جو محکم کے خلاف ہوں۔ دوسرا طریق دعا کا ہے وہ یوں بتایا کہ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا یعنی اے ہمارے رب ہمیں کجی سے بچالے یعنی قرآن کے معنے اپنی خواہشوں کے مطابق نہ کریں۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 447، 448)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’قرآن عظیم میں مُتَشٰبِهٰتٌ بھی ہیں جو تاویل کی محتاج ہیں۔ ان مُتَشٰبِهٰتٌ کی بہت سی باتیں بعض استعارات کے پردہ میں محجوب ہیں اور اپنے اپنے وقت پر آکر کھلتی ہیں اور جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا یہ قرآن کریم کی عظمت ہے، بہت بڑی عظمت کہ وہ ایک ایسا کلام ہے جس نے قیامت تک کے لیے انسان کی بہتری کے سامان کر دیئے۔ ہر صدی کا، ہر زمانہ کا، ہر علاقہ کا، ہر ملک کا انسان قرآن کریم کا محتاج اور اس کی احتیاج سے وہ کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 1977ء، خطبات ناصر جلد ہفتم صفحہ 114، 115)

پس مذکورہ بالا ارشادات سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ دینی معاملات میں سے اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے اور کسی دوسرے کے جواب سے بھی تسلی نہ ملے تو ایسی صورت میں ایک تو قرآن و حدیث کی محکم صداقتوں پر خود غور و تدبر کر کے ان مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کرتے ہوئے اور اس کے آگے جھکتے ہوئے ان مسائل کے بارے میں اسی سے راہنمائی طلب کرنی چاہیے۔

باقی جہاں تک آپ کے سوالات کا تعلق ہے تو لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ ملاقات میں جو میں نے سیکرٹری صاحبہ ناصرات کو ناصرات کی تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ’’مذہب کے معاملہ میں کیوں اور کس لیے کا سوال نہیں ہے۔ ایمان بالغیب بچپن میں ہی ان کے ذہنوں میں ڈالنا چاہیے۔‘‘ اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ مذہب کے معاملہ میں بعض امور بڑے واضح ہوتے ہیں جو آسانی سے سمجھ آجاتے ہیں لیکن بعض امور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لامحدود علم کی بناء پر ایمان بالغیب کے پردہ میں رکھا ہے، جن کی حقیقت کو سمجھنا یا ان کا احاطہ کرنا انسان کے بہت ہی محدود علم کے بس کی بات نہیں۔ لہٰذا مذہبی احکامات کے معاملہ میں جس طرح ہم آسانی سے سمجھ آجانے والے احکامات کی پابندی کرتے اور ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے ہیں، اسی طرح ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ان احکامات کی بھی اسی طرح اطاعت کریں جن کا ایمان بالغیب کے ساتھ تعلق ہے اور ان کے بارے میں بلاوجہ اپنے ذہنوں میں شکوک و شبہات کو جگہ نہ دیں۔

اسلام سے قبل سود کی حرمت نیز حج کے موقع پر مردوں اور عورتوں کا اکٹھے نماز وغیرہ پڑھنے کے بارے میں آپ کے سوالات کا جواب یہ ہے کہ یہ بات درست ہے کہ اسلام سے پہلے یہود میں بھی سود کی ممانعت تھی۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم نے یہود کے سود لینے کی وجہ سے

جس سے انہیں روکا گیا تھا، ان پر وہ پاکیزہ چیزیں بھی حرام کر دیں جو اس سے پہلے ان کے لیے حلال کی گئی تھیں۔ (النساء:162)

عہد نامہ قدیم کی بہت سی کتابوں میں بھی سود کی ممانعت بیان ہوئی ہے۔ لیکن استثناء میں غیر اسرائیلی اور پردیسیوں سے سود لینے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ”تم اپنے بھائی سے سود وصول نہ کرنا خواہ وہ روپوں پر، اناج پر یا کسی ایسی شے پر ہو جس پر سود لیا جاتا ہو۔ تم چاہو تو پردیسیوں سے سود وصول کرنا لیکن کسی اسرائیلی بھائی سے نہیں۔“ (استثناء 23/20-21)

قرآن کریم کے بیان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر بھی سود کو حرام قرار دیا تھا لیکن انہوں نے بعد میں جس طرح خدا تعالیٰ کے دیگر احکامات میں اپنی مرضی سے تحریف کی اس حکم میں بھی تحریف کرتے ہوئے غیر یہود سے سود لینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ عذابِ الٰہی کے مورد ہوئے۔

اس کے مقابل پر اسلام میں جس طرح دیگر برائیوں کی بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ممانعت فرمائی گئی ہے، سود کے بارے میں بھی قرآن کریم نے کھول کھول کر اس کی حرمت بیان فرمائی اور سودی لین دین کی قباحتوں کو ہر پہلو سے بیان کرتے ہوئے اسے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ قرار دیا اور مسلمانوں کو اس سے کلیۃً اجتناب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پھر آنحضور ﷺ نے بھی مختلف مواقع پر سود کی شناعت بیان فرمائی اور سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی دستاویزات تیار کرنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت کی۔

(صحیح مسلم کتاب المساقاۃ بَاب لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ)

نیز اپنے معرکہ آراء خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت بیان کرتے ہوئے پرانے تمام سودی لین دین کے خاتمہ کا اعلان فرمایا۔

(سنن ابی داؤد کتاب البیوع بَاب فِي وَضْعِ الرِّبَا)

اسی طرح آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی سودی لین دین کے گناہ کی سنگینی بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سؤر کا کھانا بحالت اضطرار جائز رکھا ہے مگر سود کے لیے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے۔

(اخبار بدر قادیان نمبر 5، جلد 7 مورخہ 6/فروری 1908ء صفحہ 6)

خانہ کعبہ میں عورتوں اور مردوں کی نماز کے لیے الگ الگ جگہ مقرر ہوتی ہے۔ اوائل اسلام میں حضور ﷺ کے عہدِ مبارک میں بھی عورتیں مردوں سے الگ اس طرح نماز پڑھتی تھیں کہ ان کی صفیں مسجد میں سب سے آخر پر ہوتی تھیں، ان کے آگے بچوں کی صف ہوتی اور پھر بچوں کے آگے مردوں کی صفیں ہوتی تھیں۔

اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کے وقت بھی اگرچہ مرد و خواتین طواف اکٹھا ہی کرتے تھے۔ لیکن عورتیں مردوں سے الگ رہتی تھیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب ابن ہشام (گورنر مکہ) نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء بن ابی رباح نے اس سے کہا کہ تم انہیں کیسے روک سکتے ہو جب کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج نے مردوں کے ساتھ طواف کیا۔ (ابن جریج کہتے ہیں) میں نے (عطاء سے) پوچھا، یہ بات پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کی ہے یا پہلے کی؟ اس پر انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے اپنے عقیدہ کی قسم، میں نے پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد ان کو اس طرح طواف کرتے دیکھا ہے۔ (ابن جریج کہتے ہیں) میں نے کہا عورتیں مردوں سے کیسے مل جل جاتی تھیں؟ انہوں نے کہا عورتیں ملتی جلتی نہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ لوگوں سے ایک طرف جدا طواف کرتیں، ان سے ملا جلا نہیں کرتی تھیں۔ ایک عورت نے ان سے کہا، ام المومنین چلیں حجر اسود کو بوسہ دیں۔ انہوں نے کہا تم جاؤ اور انکار کر دیا۔ عورتیں رات کو اس طرح باہر نکلتیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتیں۔ البتہ جب بیت اللہ میں داخل ہونے لگتیں تو باہر ٹھہر جاتیں اور مردوں کو باہر کر دیا جاتا تو وہ اندر جاتیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ)

علاوہ ازیں ابتداء میں شریعت نے حج اور عمرہ وغیرہ میں عورت کے ساتھ اس کے محرم کے ہونے کی جو شرط رکھی تھی، اس میں ایک حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ حج اور عمرہ کے موقعہ پر جبکہ لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے تو اس ہجوم میں عورت کا محرم اس کا ہاتھ وغیرہ پکڑ کر اسے دوسرے لوگوں سے اپنی پناہ میں رکھ سکتا ہے۔

Love For All Hatred For None
Sk.Zahed Ahmad
Proprietor
M/S
M.F. ALUMINIUM
Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel
Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

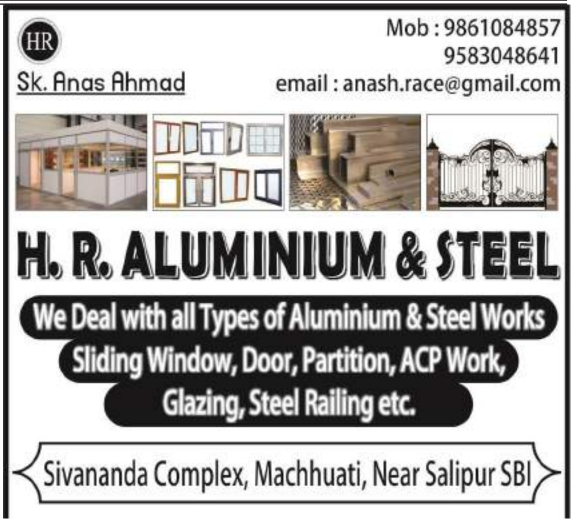
HR
Sk. Anas Ahmad
Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com
H. R. ALUMINIUM & STEEL
We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
Sliding Window, Door, Partition, ACP Work,
Glazing, Steel Railing etc.
Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

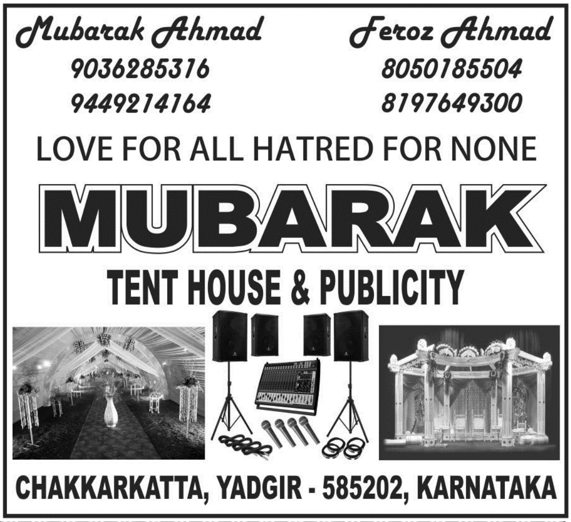
Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164
Feroz Ahmad
8050185504
8197649300
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
MUBARAK
TENT HOUSE & PUBLICITY
CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq
Cell : 9886671843
ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್
I MOBILES
Authorised Service centre of
LAVA
itel
INTEX
XOLO the next level
Infinix
TECNO Mobile
spice
1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)
"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔"
(کلام امام الزمان)

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING
Cell : 9902222345
9448333381
Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.
HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

فتاویٰ مصلح موعودؓ

جہیز اور مطالبہ جہیز

شادی کے موقعہ پر بیوی کے لئے کپڑے وغیرہ دینا سنت ہے لیکن اگر کوئی لڑکی والا یہ شرط کرے کہ اتنے کپڑے دو اور اتنا زیور لاؤ تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اس کے سوا اگر کوئی بھی شرط کی جائے تو وہ ناجائز ہے اور وہ نکاح نکاح نہیں رہے گا بلکہ حرام ہو جائے گا۔ کیونکہ شریعت نے نکاح کے لئے صرف مہر کو ہی ضروری قرار دیا ہے اور جو شخص اس کے علاوہ شرائط پیش کرتا ہے وہ گویا نئی شریعت بناتا ہے۔

(الفضل ۱۲ جون ۱۹۶۰ء، جلد ۹ نمبر ۱۳۲ صفحہ ۴)

جس چیز کو شریعت نے مقرر کیا ہے وہ یہی ہے کہ مرد عورت کو کچھ دے۔ عورت اپنے ساتھ کچھ لائے یہ ضروری نہیں اور اگر کوئی اس کے لئے مجبور کرتا ہے تو وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ ہاں اگر اس کے والدین اپنی خوشی سے کچھ دیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ ضروری نہیں۔

الفضل ۱۸ / اپریل ۱۹۳۰ء، جلد ۱۷ نمبر ۸۱ صفحہ ۶)

جہیز اور زیور کا مطالبہ اور اس کی نمائش

نکاح کے لئے کسی روپیہ کی ضرورت نہیں۔ مہر عورت کا حق ہے جو مرد کی حیثیت پر ہے۔ وہ بہر حال دینا ہے۔ باقی جو یہ سوال لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے والوں سے ہوتا ہے کہ کیا زیور کپڑا دو گے۔ اور اسی طرح لڑکے والوں کی طرف سے یہ کہ کیا لڑکی کو دو گے بہت تباہی بخش اور ذلیل طریق ہے۔ اس طریق نے مسلمانوں کی جائیدادوں کو تباہ کر دیا اور کہتے ہیں کہ ناک نہیں رہتی۔ لوگ پوچھتے میں لڑکی کیا لائی اور اسی طرح لڑکے والوں کی طرف سے کچھ نہ ہو تو لڑکی والے کہتے ہیں ہماری ناک کٹتی ہے چونکہ اس طریق سے تباہی آتی ہے اس سے جماعت کو بچنا چاہئے۔ اور بجائے بڑے چیزوں والی لڑکی اور بڑے زیور لانے والوں لڑکوں کے دیکھنا چاہئے کہ لڑکی جو گھر آئی ہے وہ مسلمان ہے اور لڑکا مسلمان ہے ورنہ بڑے بڑے زیور تباہی اور بربادی کا باعث ہو جاتے ہیں اور اس سے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں اور دین بھی ضائع ہو جاتا ہے اور لوگ سود میں مبتلا ہو کر جائیدادوں کو کھو دیتے ہیں اور اس کی ایک جڑ ہے وہ یہ کہ لوگوں میں رواج ہے کہ چیز وغیرہ دکھاتے ہیں اس رسم کو چھوڑنا چاہئے۔

(الفضل دارفروری ۱۹۹۱ ملی۔ خطبات محمود جلد ۲۳ تیر ۹۵ ملی ۸۵)

جہیز کی نمائش

لڑکیاں جب اپنی سہیلیوں کے جہیز وغیرہ کو دیکھتی ہیں تو پھر وہ اپنے والدین سے ایسی ہی اشیاء لینا چاہتی ہیں اور اس طرح کی نمائش کو یا جذبات کو صدمہ پہنچانے والی چیز میں بن جاتی ہیں جو کچھ بھی دیا جائے بکسوں میں بند کر کے دیا جائے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ ملی ۲۳)

لوگوں میں رواج ہے کہ جیر وغیرہ دکھاتے ہیں۔ اس رسم کو چھوڑنا چاہیئے ۔ جب لوگ دکھاتے ہیں تو دوسرے پوچھتے ہیں۔ جب دکھانے کی رسم بند ہو گی تو لوگ پوچھنے سے بھی ہٹ جائیں گے۔ ہمیشہ اس بات پر جانبین کی نظر ہونی چاہیئے کہ ہمارے دین پر ہمارے اخلاق پر اس معاملہ کا کیا اثر پڑے گا۔

(الفضل کے ۱۷ فروری (۱۹۴۳)

جہیز اور بری کی رسومات

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ صرف جیز بلکہ بری بھی بری چیز ہے۔ اپنی استطاعت کے مطابق جیر دینا تو پھر بھی ثابت ہے لیکن ندی کا اس رنگ میں جیسے کہ اب رواں ہے مجھے اب تک کوئی حوالہ نہیں ملا لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جہیز بھی اگر کوئی دے سکے تو نہ دے۔ ایسے موقعوں پر ہمارے لئے سنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز عمل ہے۔

(الازھار الدوات العمار سالی ۲۳۸)

DIARY DOSE

گزشتہ مضامین میں ذکر آچکا ہے کہ کس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص ہدایت اور رہنمائی و توجہ سے ایم ٹی اے کے پروگرام راہِ ہدیٰ کے لئے بعض موضوعات پر تحقیق کرنے کا موقع میسر آیا۔ پادری پگٹ، پادری مارٹن کلارک اور کرنل ڈگلس وغیرہ سے متعلق برطانیہ میں مدفون آرکائیوز محض حضور کی دعا اور توجہ سے حاصل ہوئے۔ جب East London مسجد والوں نے یہ پراپیگنڈا شروع کیا کہ یہ لندن میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد تھی تو ایک بار پھر حضور کی اجازت اور رہنمائی سے تمام آرکائیوز کھنگالے گئے اور بہت سے دستاویزی ثبوت میسر آئے جو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ تھے کہ مسجد فضل ہی لندن میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے۔ (اس پر مضمون ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکا ہے اور ان کی ویب سائٹ پر بسہولت تلاش کیا جا سکتا ہے۔ عنوان تھا۔

London›s First Mosque:

(A study in history and mystery)

یہ کام راہِ ہدیٰ پروگرام کے ساتھ وابستہ کوششوں کا حصہ تھے۔ ایک روز اسی طرح کی کسی تحقیق کا معاملہ حضور انور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور انور نے دریافت فرمایا یہ سارا مواد کہاں رکھتے ہو؟ عرض کی گئی کہ بیت الفتوح میں اپنے دفتر ہی میں ایک الماری مخصوص کی ہوئی ہے، اسی میں محفوظ کیا جا رہا ہے۔ حضور کے چہرہ مبارک پر تسلی نظر آئی۔ ان تحقیقی مساعی میں بہت سی کتب لندن کی یونیورسٹیوں کی لائبریریوں سے حاصل کرنا ہوتیں۔ یہ کتب خانے یونیورسٹی کے طلبا و طالبات کے لئے تو بلامعاوضہ کتب مستعار دیتے ہیں، مگر باہر کے آدمی کے لئے اوسط 200 پاؤنڈ سالانہ ممبرشپ فیس ہوتی ہے۔ مجھے متعدد لائبریریوں اور اداروں کی ممبرشپ حاصل کرنا پڑتی جس کے لئے حضور انور نے ہمیشہ بہت خوشی اور محبت سے اجازت بھی مرحمت فرمائی اور دیگر تمام ذرائع بھی۔ بہت سی کتب خریدنا پڑتیں جو کبھی انٹرنیٹ سے خریدی جاتیں، کبھی کتب کی دکانوں سے۔ یہ سطور لکھتے ہوئے اس وقت بھی میرا دل اپنے آقا کے لئے تشکر کے جذبات سے پُر ہے کہ میرے آقا نے اپنے اس نالائق غلام کی کتب خریدنے کی ہر درخواست منظور فرمائی۔ اکثر تو کتب پر ہونے والے خرچ کے تخمینہ کے ذکر تک بھی پہنچنے نہیں دیا اور اجازت مرحمت فرما دی۔ یہ کتب رکھنے کے لئے بھی کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ لوگ جو انگلستان میں رہتے ہیں انہیں تو معلوم ہی ہے مگر وہ جو نہیں رہتے انہیں بتانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ ذکر کر دیا جائے کہ یہاں جگہ کی بہت شدید قلّت ہے۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہجرت فرمائی تو اس ہجرتی حالت میں مرکز کا کام یہاں لندن سے شروع ہو گیا۔ کہیں کوئی کمرہ کسی وکالت کا دفتر بن گیا، کہیں کوئی عارضی کیبن نشر و اشاعت کا دفتر مقرر ہوا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت کشادگی پیدا کی مگر جو جماعت مستقل ترقی کی راہ پر گامزن ہو، اس کے لئے جو لباس بھی بناؤ، بہت جلد چھوٹا اور تنگ ہو جاتا ہے۔ سو یہاں جگہ کا تقاضا کرنا ویسا ہی ہے جیسا غالب نے کہا کہ

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا
یاں شرم آپڑی ہے کہ تکرار کیا کریں

تو ایک تو یہ شرم تھی جس کے باعث کتب کی اس بڑھتی ہوئی تعداد کو بھی اسی چھوٹے سے کمرہ میں سمونا پڑا جو ہمیں بیت الفتوح میں دیا گیا تھا۔ دوسری بات جو ہمیشہ کسی تقاضا سے مانع رہی، وہ محترم سید طاہر شاہ صاحب (ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے) کے سنائے ہوئے بعض واقعات تھے جن کا تعلق اس دَور سے تھا جب انہیں حضور انور کے خلافت کے منصب پر متمکن ہونے سے قبل حضور کے زیر سایہ کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ ایک مرتبہ وہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے تو انہوں نے بتایا کہ میں اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو ہمیشہ یہ بتاتا ہوں کہ بے جا تقاضا کبھی نہیں کرنا کیونکہ میں نے جس آدمی سے کام سیکھا ہے وہ کبھی تقاضا نہیں کرتا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ

حضرت مرزا منصور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ) نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) کو ایک اہم کام سپرد کر کے لاہور بھیجا۔ اس کام کے لئے حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے انہیں دفتر کی کار دے کر روانہ فرمایا۔ جب لاہور پہنچ کر کام ہو گیا اور حضور انور اور سید طاہر شاہ صاحب نے واپسی کا قصد کیا تو ڈرائیور نے بتایا کہ اسے تو لاہور میں اَور بھی کام کرنے کو کہا گیا ہے اور فی الحال واپس نہیں جا رہا۔ محترم شاہ صاحب نے بتایا کہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو کہا بھی کہ ربوہ فون کر کے کار منگوا لیں، مگر انہوں نے ایسا تقاضا کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ دونوں نے وہاں سے سیدھا ریلوے سٹیشن کا رخ کیا اور ریل گاڑی پر سفر کر کے واپس روانہ ہوئے۔ چونکہ آخری لمحات میں گاڑی پر سوار ہوئے تھے، کوئی سیٹ بھی نہ تھی، بیشتر سفر ریل گاڑی کے پائیدان پر کیا گیا۔ محترم شاہ صاحب نے ایسے ہی اور بھی واقعات سنائے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ بے جا مطالبے کرنا حضور کو پسند نہیں۔ تو یہ سب مستحضر رہتا اور کبھی خیال نہ آتا کہ جگہ کا مطالبہ کیا جائے۔ کبھی لگتا کہ جائز ضرورت ہے، مگر پھر خیال آتا کہ ضرورت جائز سہی، جگہ آئے گی کہاں سے، لہٰذا یہ مطالبہ کرنا نہایت نا مناسب لگے گا۔ پس ان کتب کے لئے اپنے چھوٹے سے کمرہ میں دیواروں پر بہت اوپر سے لے کر نیچے تک شیلف لگوائے اور ان پر کتب کو رکھنا شروع کر دیا۔ ایک روز حضور انور نے کتب کے ذکر پر فرمایا کہ اس لائبریری کا نام 'راہِ ہدیٰ لائبریری' رکھ لو۔ عرض کی گئی کہ حضور ایک مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ آنے جانے والے لوگ کتابوں کو عاریۃً لے جانے کا کہتے ہیں اور پھر کبھی واپس کرتے ہیں، کبھی نہ انہیں یاد رہتا ہے نہ مجھے۔ اس پر فرمایا کہ اس کا حل تو بڑا آسان ہے۔ لائبریری کا نام 'راہِ ہدیٰ ریفرنس لائبریری' رکھ لو۔ یوں لوگوں کو خود معلوم ہو جائے گا کہ کتاب باہر نہیں لے جانی۔ زیادہ اصرار کریں تو بتا بھی دینا۔ حضور کے اس ارشاد کی برکت سے اوّل تو ایسے تقاضا کا سامنا بہت ہی کم کرنا پڑا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے کتاب لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو انہیں بتا دیا کہ بھئی کتاب دفتر سے باہر نہیں جا سکتی، کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ کتاب مستعار نہ دی جائے۔ انہوں نے حضور کے ارشاد کا سن کر بظاہر برا تو نہیں منایا مگر ظاہر ہے کہ انہیں ضرورت تھی۔ مجھے احساس ہوا کہ میں حضور کے ارشاد کی آڑ لے کر ان کی ضرورت (جو کہ جماعتی نوعیت ہی کی تھی) کی راہ میں روک بن رہا ہوں۔ پھر خیال آیا کہ حضور شاید یہ کبھی بھی پسند نہ فرمائیں کہ ان کتب سے استفادہ کرنے سے کسی کو روک دیا گیا۔ پس ان سے پوچھ کر کہ انہیں کون سے حصہ کی ضرورت ہے، خاکسار نے انہیں وہ تمام حصہ فوٹو کاپی کر کے مہیا کر دیا۔ یوں یہ لائبریری حضور کی توجہ کے طفیل بڑی حفاظت سے پھلتی پھولتی رہی۔ شیلف اتنے زیادہ بن گئے کہ وہ کتب جو بہت زیادہ لگتی تھیں کم لگنے لگیں اور یوں اور کتب کی گنجائش نکلتی چلی گئی۔ ایک روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ طاہر ہال میں جلسہ بنگلہ دیش 2010ء سے لائیو خطاب فرما کر ایم ٹی اے میں تشریف لائے۔ ہمارے کمرہ کی قسمت بھی جاگی اور حضور انور نے ہمارے دفتر میں بھی قدم رنجاں فرمایا۔ حضور نے دفتر میں آ کر سب سے پہلے کتابوں کے شیلف کی طرف دیکھا اور کافی دیر تک نظر مبارک کتب پر ہی رہی۔ ساتھ کھڑے ہمارے ایم ٹی اے کے ایک عہدیدار نے عرض کی کہ انہوں نے اپنی لائبریری بہت اچھی بنا لی ہے۔ حضور انور نے فوراً فرمایا میں نے بنوائی ہے تو بنا لی ہے، آپ لوگوں پر چھوڑا جاتا تو کبھی نہ بنتی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ لائبریریاں تو بہت ہونی چاہئیں۔ آپ بھی بنائیں۔ ہم لوگ مغربی اداروں کی طرف رشک سے دیکھتے رہتے ہیں کہ ہر ادارہ کی اپنی لائبریری ہے۔ کثرت سے کتب خانے موجود ہیں۔ مگر ہمارا دھیان ادھر کیوں نہیں جاتا کہ ہمارے امام کا منشاء تو اس سے بھی بڑھ کر ہے، یعنی یہ کہ ادارہ جات کے اندر بھی لائبریریاں ایک سے زیادہ ہوں۔ علم کی دولت عام ہو، خواہ شعبہ کوئی بھی ہو۔ ہر شعبہ میں علمی ترقی کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ حضور انور کے وژن کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ مذہب علم کی راہ میں روک ہے۔ حضور تو خود علم کا سمندر ہیں اور اس سمندر سے ہم جیسی بنجر زمینوں کو سیراب فرمانے کی فکر

میں رہتے ہیں۔

ذکر چل رہا تھا کہ تاریخی دستاویزات اور کتب جمع ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ ابھی تک یہ سب کسی نہ کسی طرح ایم ٹی اے کے پروگراموں سے متعلق تھا۔ مگر پھر حضور انور کی طرف سے تحقیق سے متعلق ایسے ارشادات موصول ہونے شروع ہوئے جو براہِ راست ایم ٹی اے سے متعلق نہ تھے۔مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاول تحریر فرمایا کہ ایک انگریز دوست ایمان لائے ہیں۔ مدراس پریذیڈنسی میں منصفی کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اپنا نام جان ویٹ بتاتے ہیں۔ آپ کے پاس کشمیر بھی حاضر ہوں گے۔

حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ان کو تلاش کیا جائے کہ یہ کون تھے۔ ارشاد موصول ہوتے ساتھ ان کی تلاش شروع کر دی گئی۔مکتوبِ مبارک میں ان کے شعبہ منصفی سے متعلق ہونے کا اشارہ تھا۔سو اس قدر معلوم تھا کہ برطانوی ہندوستان کی جوڈیشل سروس میں تھے۔ بالکل خالی الذہن حالت میں اپنے امام کے ارشاد کو سر آنکھوں پر رکھے انڈیا آفس ریکارڈز کے سیکشن واقع برٹش لائبریری پہنچا۔ یہاں ایک مشکل اور اس کے حل ہونے کا ذکر ضروری ہے۔اس سے معلوم ہوگا کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں جو بھی نکلے، اللہ اس کی خاص مدد فرماتا ہے۔ ہم اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں۔لیکن حضور انور کے ارشاد کی تعمیل کی نیت لے کر نکلیں تو اللہ تعالیٰ راستے کھولتا چلا جاتا ہے۔مشکل یہ تھی کہ جان سے تو اندازہ ہو رہا تھا کہ انگریزی نام John اسی طرح لکھا جاتا ہے۔مگر ویٹ جیسا نام تلاش کرنا مشکل بن گیا۔ اس تلفظ کے ساتھ انگریزی ناموں کی فہرستوں کو کھنگالا گیا تو کئی طرح کے نام سامنے آئے۔ کچھ سمجھ نہیں آیا اور یہ تلاش بے سود نظر آئی۔مگر ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ انڈیا آفس کے اس زمانہ کے، اس علاقہ میں تعینات جوڈیشل سٹاف کی فہرستوں کو دیکھا جائے تو اس نام سے ملتا جلتا نام کوئی تو ہوگا۔ اس سے ضرور اشارہ ملے گا۔

ان ریکارڈز میں ان سالوں میں اس سے ملتا جلتا نام تلاش کیا گیا تو ایک صاحب Ernest John Somber White نامی ملے جو منصفی کے عہدہ پر فائز تھے۔ ان کا نام متواتر کئی سال تک آتا رہا۔ پھر جو سال ان کے قادیان جانے کا تھا، وہاں وہ چھٹی پر تھے۔ پھر مسیح پاک علیہ السلام کے مکتوب کے مطابق ان کا تبادلہ جہاں ہونے والا تھا، ان کا نام اس مقام کی فہرستوں میں نظر آنے لگا۔ یوں یہ امر طے ہوگیا کہ یہ وہی صاحب تھے جن کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مکتوبِ گرامی میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ اور ایسے تمام معاملات تصدیق کی منزل تک اس وقت تک نہیں پہنچتے جب تک کہ خلیفۂ وقت ان پر مہر تصدیق ثبت نہ فرما دے۔ لہٰذا ایسے تمام معاملات حضور کی خدمت میں پیش کئے جاتے اور حضور بڑی تفصیل سے حاصل شدہ معلومات کا تجزیہ فرماتے اور پھر فیصلہ صادر فرماتے۔

اس کے بعد برطانوی ہندوستان کے کسی پادری، کسی اعلیٰ اہلکار کو تلاش کرنے کے ارشادات موصول ہوتے گئے۔ تلاش کر کے تفصیل حضور انور کی خدمت میں پیش کی جاتی، اور حضور سن کر اسے محفوظ کر لینے کا ارشاد فرماتے۔ پھر یہ ہوا کہ دنیا بھر سے کسی نے کوئی تاریخی دستاویز حضور انور کی خدمت میں ارسال کی تو اس ارشاد کے ساتھ خاکسار کو بھجوا دی جاتی کہ سنبھال کر رکھ لیں یا یہ کہ محفوظ کر لیں۔ اب اس کام کے لئے ایک مضبوط الماری اسی کمرہ میں گنجائش نکال کر رکھ لی گئی اور اس میں ان چیزوں کو محفوظ کر کے رکھ لیا جاتا۔

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے از آصف محمود باسط (قسط ششم)

گوشۂ ادب

(منظوم کلام چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی)

تو اپنے عہد کا مسند نشیں ہے

تو اپنے عہد کا مسند نشیں ہے
تو سچّا ہے تو سُچّا ہے حسیں ہے
زمانے میں کہاں تجھ سا حسیں ہے
نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ہے
جہاں تو ہے مرا دل بھی وہیں ہے
وہیں پر ہے، وہیں پر ہے، وہیں ہے
ترے اجداد اِک دوجے سے بڑھ کر
کہ تو خود بھی یکے از کاملیں ہے
ترے رخ سے اجالا ہے جہاں میں
کہ تو اس عہد کا ماہِ مبیں ہے
ترے ہمراہ ہے سچّی جماعت
کہ تو سچّوں کا آقا ہے امیں ہے
فقط تو قافلہ سالار ہے آج
مرا ایمان ہے، میرا یقیں ہے
بتاؤں کس طرح خلقِ خدا کو
کہ تو اس عہد کا حسنِ حصیں ہے
تری دہلیز ہے اور میں ہوں پیارے
یہ مٹّی مجھ کو کھا جائے گی آخر
کہ میں اس کا ہوں یہ میری نہیں ہے
تو اس کے پاؤں کی ہے خاک مضطرؔ
بچھڑ کر جس سے دنیا ہے نہ دیں ہے

اشکوں کے چراغ ایڈیشن سوم صفحہ 602-601

ہم برتھ ڈے کیوں نہیں مناتے؟

ایک میٹنگ میں نائب مہتمم مال انڈونیشیا نے سوال کیا کہ ہم برتھ ڈے کیوں نہیں مناتے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم برتھ ڈے نہیں مناتے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتھ ڈے بھی نہیں مناتے بلکہ ہم جلسہ سیرۃ النبیؐ کرتے ہیں۔

فرمایا: اگر کوئی مجھے یاد کروائے کہ آج میری برتھ ڈے ہے تو مَیں دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور صدقہ دیتا ہوں اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے زندگی دی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ آئندہ اللہ کا فضل ہمیشہ شاملِ حال رہے۔

فرمایا: برتھ ڈے کے موقعہ پر موم بتیاں جلانا، کیک کاٹنا اور دعوتوں پر رقم خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ یہ رقم غرباء کو صدقہ میں دے دو، چیریٹی آرگنائزیشن ہے، اُن کو دے دو۔ وہ غریبوں کی مدد کرتی ہیں، اُن کے کام آجائے گی۔ ہیومینٹی فرسٹ ہے، اس کو بھی دے سکتے ہیں۔ تو اس طرح رقم اِدھر اُدھر ضائع کرنے کی بجائے غرباء کے کام آجائے گی تو خدا کی رضا کی خاطر یہ کام کر کے ہم اپنی برتھ ڈے منا سکتے ہیں۔

میٹنگ کے آخر پر صدر صاحب سنگاپور نے بتایا کہ برتھ ڈے کے ذکر سے مجھے یاد آیا کہ آج میری برتھ ڈے ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دو نفل پڑھو اور صدقہ دو اور اپنی عاملہ کو اپنے ساتھ لے کر میرے ساتھ تصویر بنواؤ۔ (الفضل انٹرنیشنل 18/اکتوبر 2013ء تا 24/اکتوبر 2013ء)

MISHKAT ARCHIVES

1981 1982 1983

دوماہی مشکوٰۃ فروری مارچ

مکرم انور حسین صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم "ایوانِ خدمت" قادیان میں مجلس عاملہ بھارت سے خطاب کرتے ہوئے۔

CKS TIMBERS
"the wood for all Your needs"
TEAK,ROSEWOOD,IMPORTED WOODS,SAWN SIZES & WOODEN FURNITURE,CRANE SERVICE
VANIYAMBALAM - 679339,MALAPPURAM Dt. ,KERALA
Mobile:9447136192,9446236192,9746663939
:cktimbers@gmail.com
:www.ckstimbers.com

Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241
MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire
Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

ney, may Allah SWT grant us the strength to fast with sincerity and steadfastness. May He shower His blessings upon us, guide us on the path of righteousness, and accept our prayers and supplications

With just 25 days remaining until Ramadan 2024, let us prepare our hearts to welcome this blessed month with open arms and eager anticipation. May it be a time of profound spiritual transformation, divine mercy, and boundless blessings for all believers

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)
JYOTI
SAW MILL
Saw Mill Owner
&
Forest Contractor
Kuansh, Bhadrak, Orissa

Health & Fitness Corner

Green Is Good

The surprising health benefits of gardening

Gardening offers a lot more than fresh vegetables and flowers. Working in a nice outdoor space can boost your immune system, help you stay fit and sharpen your brain—and that's just for starters. There are plenty more advantages for mind, body and soul.

☆ It's a fun workout

☆ It sharpens your mind

☆ It reduces your risk of heart disease

☆ It helps you control weight

☆ It boosts your im mune system

☆ It increases hand coordination and strength

☆ It nourishes your spirit

(https://www.readersdigest.in/health-wellness/story-green-is-good-127546)

ble teachings of Islam and strive to emulate the exemplary character .(of the Prophet Muhammad (SAW

As we eagerly anticipate the arrival of Ramadan, let us not forget the power of supplication and remembrance. Let us fervently pray for the well-being of all people around the world, especially those afflicted by illness, conflict, oppression, and injustice. May our prayers serve as a source of solace, strength, !and solidarity for those in need

Ramadan also presents an opportunity for inner purification and self-improvement. As we abstain from worldly distractions and temptations, let us endeavor to cleanse our hearts from malice, envy, and resentment. Let us strive to speak words of kindness, refrain from gossip and slander, and embody the .virtues of integrity and humility

In the hustle and bustle of modern life, Ramadan serves as a divine invitation to pause, reflect, and realign our priorities. Let us seize this sacred month as a catalyst for personal growth, spiritual .fulfillment, and communal unity

Joining One Ramadan to the Next by Way of the Holy Qur'an

His Holiness(aba) said that anoth-" er way of joining one Ramadan with the next is to focus on the recitation of the Holy Qur'an. The Promised Messiah (sa) said that the word "Qur'an" carries in it a great prophecy which is that this Book alone is worthy of reading, and there would come a time where it would become of even more importance to hold fast to reading this Book. In fact this would be a time when all other books should be abandoned, and the only one Book to be recited and pondered over would be the Holy Qur'an in order to eliminate evil from the world. Thus, the Promised Messiah(as) said that this Community should become wholly devoted to the Holy Qur'an and its study, for it is in this that our victory lies and no darkness can stand up to its light." [Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul [Masih V(aba) on APRIL 29, 2022

As we embark on this sacred jour-

Ramadan 2024 Approaches
The Final Countdown Begins

Ataul Baseer Naib Sadar Majlis Khuddamul Ahmadiyya - South India

As the celestial clock ticks away, we find ourselves nearing the doorstep of Ramadan 2024, a month of profound significance for Muslims worldwide. With just 25 days remaining until the blessed month commences, it's time for us to prepare our hearts, minds, and souls for a period of spiritual rejuvena-.tion, introspection, and devotion In the Holy Qur'an, Allah SWT declares fasting as an obligatory act for believers: "O ye who believe! Fasting is prescribed for you, as it was prescribed for those before you, so that you may guard against evil." (Chapter 2, Verse184). This divine injunction serves as a reminder of the timeless tradition observed by .Muslims since the dawn of Islam Ramadan is not merely a ritualistic abstention from food and drink; it is a sacred journey towards righteousness, self-discipline, and spiritual elevation. Through the act of fasting, we are beckoned to exercise restraint, cultivate empathy for the less fortunate, and deepen .our connection with the Divine The dawn-to-dusk fast during the lunar month of Ramadan is a profound discipline that fosters mindfulness of Allah's blessings and mercy. As we withhold from physical sustenance, our souls are nourished with the light .of faith, resilience, and gratitude Beyond the physical realm, Ramadan offers an opportunity for profound spiritual growth. It is a time for fervent prayers, contemplation of the Qur'an, and seeking forgiveness for past transgressions. Through acts of charity, kindness, and compassion, we embody the no-

sided over by Ataul Baseer Sahib, demonstrating his dedication to the organization's objectives. Mr. Fareed Ghori Sahib played a pivotal role in organizing and facilitating the program, ensuring its smooth execution.

Attendance: A total of 100 esteemed Amila members, including Nazmeen, Zoma Halqajaat, and Muntazimeen, graced the event with their presence. Notable attendees included Rashed Ahmed Sahib, Qaid Majlis Hyderabad, Jaweed Ahmed Sahib, Qaid Majlis Zaheerabad, and Musadiq Ahmed Muneeb Sahib, Qaid Majlis Secunderabad.

Program Agenda: The program commenced with a recitation and translation of the Holy Quran by Imran Ahmed Sahib, Zaeem Halqa Santosh Nagar, setting a spiritual tone for the proceedings. Following the recitation of Ahad Majlis, the respected Ataul Baseer Sahib delivered an insightful address, emphasizing the importance of the objectives of the organization and the responsibilities of its members. Sadr Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat imparted valuable guidance to the attendees through a virtual conference, underscoring the significance of their roles within the organization.

The subsequent session delved into detailed discussions on Dasture Asasi and Lah-e-Amal, followed by a thought-provoking documentary presentation on the roles and responsibilities of Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya. The event concluded with a silent prayer led by Naib Sadr Sahib, fostering a sense of unity and purpose among the participants. Esteemed speakers, including Shameem Ahmad Ghori Sahib, Ataul Baseer Sahib, Fareed Ghori Sahib, and Mudassir Ahmed Sahib (Motamid Zilla & Muqami Hyderabad), provided insightful thoughts on pertinent topics such as the responsibilities and objectives of Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya.

The event received positive feedback from all the Amila members, highlighting an enhanced understanding of their roles and the significance of their contributions within Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya.

mentioned above among others.

Summary and Conclusions

In this article we first summarized the main findings of the latest research regarding the connection between happiness and money. The new research points out that it's not true to link happiness always with money as there are evidences that there are people living on earth with life satisfaction without having much material wealth. This study was then revisited in light of the Islamic Happiness model. On careful examination it became clear that the new research is indeed in line with the Islamic Happiness model. Revisiting such studies are important as the world is in crises. Peace is hard to found and wars are going on and the threat of a third world war is looming. More and more anxiety, depression and suicide cases are reported which reflect the state of humanity's happiness. The most happy person on this planet earth- Hazrat Mirza Masroor Ahmad-Khalifat Ul Masih V (aba) whose name "Masroor" literally means happiness, has been impressing this point since last two decades on the world in general and Ahmadis in particular that real peace, happiness and pleasure is in becoming Muttaqi and Muhsin.

Refresher Course

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya & Atfal-ul-Ahmadiyya Hyderabad, Secunderabad, Zahirabad and Jagatgirigutta Zilla, Masjid Al Hamd, Saidabad

On February 11th, 2024, Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Hyderabad Zilla held a refresher course at Masjid Al Hamd, Saidabad, under the guidance of Markaz. This event was meticulously organized by Fareed Ghori Sahib, Zilla Qaid, in alignment with the directives of Respected Shameem Ahmad Ghori Sahib, Sadr Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, and Respected Ataul Baseer Sahib, Naib Sadr South India.

Key Highlights: The event was pre-

whether money can truly buy happiness. The article then delves into defining happiness and prosperity, emphasizing the significance of spiritual fulfillment over material possessions according to Islamic teachings. Happiness, as described, stems from the heart and is intricately linked to actions that align with God's guidance.

A happiness model based on Islamic principles was introduced, focusing on three fundamental elements: alleviating suffering through charitable giving, purifying the heart to attain Taqwa (righteousness), and embodying the qualities of a Muttaqi and Muhsin. The model stressed the importance of selfless service and gratitude in achieving true happiness, drawing parallels to the teachings of the Holy Quran.

Practical implementation of the happiness model was exemplified through the lives of prominent figures in Islamic history, notably Hazrat Muhammad Mustafa (SAW) and one of his humble devoted servants, Sir Chaudhry Zafrullah Khan (RA), who found fulfillment in serving others despite possessing significant wealth. Anecdotes illustrate how individuals can experience genuine happiness by prioritizing selflessness and spiritual growth over material accumulation. It was emphasized that the essence of the happiness model, the fusion of righteousness and altruism is the key to authentic and lasting happiness.

One can notice that in the new research that we summarized in previous Section indicates that achieving true happiness depends on factors like family, social support, spirituality or connection to nature. These factors are important for happiness as the earlier research studies also show. However, when one looks at these factors from the point of view of Islamic Happiness Model as reviewed here in this Section, one can notice clearly that the core principles of Islamic Happiness Model, viz., becoming Muttaqi and Muhsin that contains all the four factors

ma de Barcelona (ICTA-UAB) and McGill University reveals a fascinating insight into the relationship between material wealth and happiness among Indigenous and local communities worldwide. Despite limited monetary income, many of these societies exhibit remarkably high levels of life satisfaction, comparable to wealthy nations. This challenges the conventional belief that wealth is essential for happiness. The researchers surveyed around 3000 individuals from 19 different sites, finding that even in societies with minimal cash income, average life satisfaction scores were notably high, with some surpassing those of affluent Scandinavian countries. The study's lead author, Eric Galbraith, suggests that material wealth may not be a fundamental requirement for human happiness, highlighting the importance of factors such as family, social support, spirituality, and connection to nature. While the exact reasons for the high levels of life satisfaction remain unclear, the findings offer promising implications for sustainability and human well-being. Many countries, including Bhutan, have recognized the significance of happiness in public policy and have adopted measures such as the Gross National Happiness index to assess citizen well-being. Ultimately, the study underscores the idea that true happiness transcends material wealth and is found in communal bonds, appreciation of nature, and simple pleasures in life.

Revisiting Islamic Happiness Model in Light of the New Research

The summary of the main points of an article "An Islamic Happiness Model: Becoming Muttaqi and Muhsin" discussed in detail in the last month issue are as follows:

The article discussed the intricate relationship between money and happiness from an Islamic perspective, inspired by teachings from the Holy Quran. It began by contrasting two opinions on the subject, highlighting the ongoing debate over

New Research and Islamic Happiness Model Becoming Muttaqi and Muhsin

(Dr mohsin ilahi sahib Aligarh)

Introduction and Motivation

An article was published 11th Feb in the Sunday Magazine of a national daily The Pioneer by Archana Jyoti titled "It is true, happiness doesn't cost much", where she delves into a captivating study revealing that despite minimal wealth, many indigenous and local communities worldwide are leading a remarkably satisfying lives, challenging the conventional link between happiness and material riches. This is exactly the main premise of an article published in this magazine last month by this humble writer. A simple happiness model was constructed from the teachings of Islam. The attempt here would be to flesh out the details and cut the clutter of the new research so that readers can understand easily how Islamic Happiness Model in last month's issue of this magazine is in line with the new research as reported in The Pioneer. The plan of the rest of the article is as follows. First we shall review the new research in Section 2. After this we shall review the Islamic Happiness Model and establish how it's in sync with the new study in Section. Finally we shall summarize and conclude.

New Research: Challenging Conventional Link Between Happiness and Money

In this Section we shall review the main points of the article published recently in the Sunday Magazine of The Pioneer as follows:

The study conducted by the Institute of Environmental Science and Technology of the Universitat Autòno-

20 فروری 2024 کو یوم مصلح موعودؓ کی مناسبت سے قادیان میں خدام واطفال کے مابین ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ نیز 28 فروری 2024 کو شعبہ صنعت وتجارت کے تحت کھانا خزانہ کا انعقاد کیا گیا۔

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-46/2021-23
Annual Subscription: ₹220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/Issue

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

PH: +91-1872-220139 FAX: 222139 E-mail: mishkatqadian@gmail.com

Chairman: Shameem Ahmad Ghaury
Editor: Niyaz Ahmad Naik +91-9779454423
Manager: Syed Abdul Hadee +91-9915557537

Volume 08 | February 2024 CE | Issue 02

Published on 20th April 2024

تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۹۷، ایڈیشن ۱۹۸۹ء)

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik